

# تَامِيرِ حَيَاةٍ

لکھنؤ  
پندرہ روزہ

## ظالم کی دعا

ظالم دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتا ہے، مگر کب؟ جب اس کا دستِ ظلم شل ہو جاتا ہے، مغروہ بجہہ میں گرتا ہے، مگر کس وقت؟ جب اس کا سر پر غور پامال ہو جاتا ہے، گنگا اور عاصی اپنے بیوی کو توبہ و استغفار کے لئے ہوتا ہے، مگر کب؟ جب اسکی زبان کلماتِ کفر نکالتے ہکلتے تھک جاتی ہے، نیز قوت و حکومت سے متواہی اور سر مست قوموں کا بھی ایک روزانہ طاقت و حکمرانی اتر کر رہے گا، مگر یہ اس وقت ہو گا جب ان کے جور و جفا، فسق و فجور، عصیان و گنگا کاری کی شبِ تاریک گذر چکی ہو گی، اور انتقام و احتساب کی صبح طلوع ہونے پر ہو گی، یہ وہ کھڑی ہو گی جب حضرت وندامت، توبہ و استغفار، اعتراض کرنے کی، معذرت و افعال بے کار ہو جائیں گے، اور معدالت کاملہ بڑے سے بڑے طاقتوں مجرم کو کیفر کردار تک پہنچا کر رہے گی، عادل حقیقی کافر مان آج سے نہیں، صد بیوی سے سرکشی غفلت دنیا کے سامنے منادی کر رہا ہے: جسم نے کتنی ہی آبادیوں کو جہاں کے لوگ ظالم تھے، تبیں نہیں کرڈا اور ان کی جگہ پر دوسرا تو میں اٹھا کر کھڑی کیں، جن ان پلاک ہونے والوں نے جب ہمارے مذاب کی آرد بکھی تو اس سمتی سے بھاگنے لگے۔۔۔ (سردہ لامبیا، آیت ۱۱)

علامہ سید سیمان ندوی  
ماخوذ از اشادات سیدی

Rs. 10/-

۲۰۰۹ء  
۱۰ فروری

Postal Regd. No.LW/NP/63/2009TO2011  
R. N. I. No. UP. Urd/2001/6071

Vol. No. 46 Issue No. 01

Fortnightly

Tameer-e-Hayat  
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off: 0522-2740406  
Fax: 0522-2741221  
E-mail: nadwa@sancharnet.in  
۲۰ January, 2008

Mobile: 09415786548

Mohd. Akram  
Jewellers



Near Odeon Cinema, Lucknow

New

Ph: 2266786

Sana Jewellers

شَا جوپِلر س

Riyaz Ahmad  
Ghayas Ahmad

۳۰۱/۱۷ ملے بانس، اکبری گیٹ چوک لکھنؤ۔۳

301/17, Srai Bans  
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Res: 2226177  
Akbari Gate  
2268845

Shop: 9415002532  
2613736  
3958875

سونے چاندی کی دنیا میں ۵ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جوپیلس  
بھارانیا شوروم

گڑبڑ جہاں کے سامنے ایں آباد لکھنؤ پرورداند: محمد اسلم

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published by Athar Husain  
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph:0522-2614685

DESIGNED BY HAMID, DALIGANJ LUCKNOW. Mobile : 9889654027

Phone: Shop. 0522-2274606  
® 0522-2616731

محمد اکرم جوپیلس

لکھنؤ کے لئے

قبا اونگ  
مینوچھر رس

میرس اونگ - وند اوونگ = ڈوم اوونگ  
فکس اوونگ - لان اوونگ - ڈیبوڈیٹ  
سل کراسنگ گوری بازار سروجنی سکر کانپور روڈ لکھنؤ

Tel: 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795  
لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ

نوشبوہ اعظمیات

روضتہ، عرقیات، کول پر فیوم، دکار پر فیوم، روم فیوم  
فیوم پر فیوم، رون گاپ، رون کیلہ، عرق گاپ  
عرق کورہ، اکری، جبل پر دکت

ایکس پر تحریف اگرچہ مکاہق دیں  
جیا۔۔۔

اظہار سن پر فیومرس

ایکس گیٹ پر کلہر  
دیا۔۔۔

PIZHARON PERFUMERS  
H.O.: Albari Gate, Chowk, Lucknow  
Tel: 0522-2255287 Mobile: +91-9415039112  
Branch: C-5 Janpath Market, Hazratganj  
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell: 91-9415794832  
E-mail: izharonperfumers@yahoo.com





# نازش خلقت محمد عربی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

تاج الدین اشعر رام نگری

## ملت کی تعمیر سب کی مشترکہ ذمہ داری

خش الحق ندوی

امت مسلمہ امت دعوت ہے، اس امت کا ہر ہر فرد دین کے دائی اور اسلام کے سپاہی کا مقام و درجہ رکھتا ہے وہ بھلائی اور نیک کاموں کا حکم دیتا ہے۔ برائی تمام عالم امکان کے حق میں تابہ ابد نہ کوئی ان کا مقابلہ نہ کوئی ان کا مثل وجود جن کا سرپا جمال دیکھائی ہے کوئی بس رہنا بنایا تھا ہر اک نبی کو تبر مصطفیٰ بنایا تھا خدا نے ان کو تبر مصطفیٰ بنایا تھا

اور پاپ سے روکتا ہے، رب کائنات نے اس کو اسی طرح خطاب فرمایا اور اس کے سرپا ملت دعوت کا تاج رکھا ہے یہ کہہ کر: "کتنم خیر امۃ اخراجت للناس تأمورون بالمعروف وتهون عن المنکرو تو منون بالله"

مومنو! جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو، اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

لیکن اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لیے مختلف درجات ہیں اگر ان کا خیال رکھتے ہوئے اور ان کے مطابق امت اپنی ذمہ داری کو ادا کرے گی تو خیر و برکت عالم ہو گی، امت سرخور ہے گی، اور دیگر قوموں کے لیے اسلام کی طرف آنے کا راستہ کھلے گا، لیکن اگر ان درجات کا خیال نہ رکھا گیا تو خود امت انتشار و خلف شار کا شکار ہو گی، اور دنیا کی دوسرا قومیں بھی ظلمت و تاریکی کے اتحاد مسند رہیں ڈوبتی چلی جائیں گی، اور "ظہر الفساد فی البر والبحر بما كسبت أيدى الناس" کا ظہور ہو گا جس کا اس وقت مشاہدہ ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس عالم فانی کو دارالاسباب بنایا ہے، الہذا دنیا کے ہر فرد کا اس سے سابقہ پڑنا ضروری ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تجارت نہ کرنی پڑتی، دیگر ضروریات زندگی میں وہ سب نہ کرنا پڑتا جاویک انسان کے لیے لازمی و ضروری ہے، لیکن چونکہ آپ پوری انسانیت کے ہادی و رہبر بنا کر بیجی نے ملک دو قوم نہ رنگ و نسب باعث فخر فضیلتوں کا مرتب نیا نصاب کیا عجیب شان تھی اس کی، کہ خود تو اپنی تھا مگر خدا نے اسے صاحب کتاب کیا جہاں میں علم کے دریا بہادیے اس نے

کاروبار اور پیشے والے بھی تھے، مجاہد و فوجی بھی تھے اور مردروخت نظم بھی تھے، قوی و تو انا جری و بہادر بھی تھے، کچھ صاحب عزیت تھے، کچھ خست پر عمل کرنے والے تھے، غنی و جس نے مجھے قلم و تم مرود دیا تم گروں کو گوں سار کے چھوڑ دیا وہ جس نے درس اخت دیا زمانے کو وہ جس نے خاک کے نوٹے دلوں کو جوڑ دیا وہ جس نے اپنے فقیروں کو تاجداری دی وہ جس نے کچھ کلہبوں کا غرور توڑ دیا وہ جس نے قند و پر کے مظاہری آثار وہ جس نے سیل حادث کے رخ کو موڑ دیا وہ جس نے کفر کی طاقت کا سرچل ڈالا وہ جس نے وقت کی رفتار کو بدل ڈالا

اس بناء پر مجاہد کے لیے ہتھیار تیار کرنے والا، ان کے لیے سواریوں کا مہیا کرنے والا اپنی بھتی باڑی اور دو کاندری کی کمائی سے مجاہدین کے لیے سوچیں جیسا جدھر جدھر سے وہ خوبیں کا تاجدار چلے جلو میں قافلہ فصل نوبہار چلے خدا سے ملنے جو رفرف پر وہ سوار چلے تو شوق دید میں قدسی امیدوار چلے خرام ناز پر اس کے فدا نیم سحر چلے تو غنیمہ کھلاتا وہ صد ہزار چلے ہے خواب جس کا حسیں آج تک خیال ہیں نہ جانے کیا تھا وہ صاحب جمال حسیں

اس حدیث پاک سے یہ صاف واضح ہو جاتا ہے کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے لوگ اگر رضاۓ خدا و مردم کو مقدم رکھیں تو وہ سب کے

"نُخْرُونَاتُشْ خلقتْ مُحَمَّدْ عَرَبِيْ" وہ راز دار مشیت محمد عربی خدا نے پاک کی رحمت محمد عربی وہ صدر بزم رسالت محمد عربی وہ دل و نگاہ کی جنت محمد عربی وہ جن کا سرپا جمال دیکھائی ہے ہر اک نبی کو تبر مصطفیٰ بنایا تھا خدا نے ان کو تبر مصطفیٰ بنایا تھا تو دشمنوں کے لیے اس کے دل میں پیار بھی ہے وہ رنگ پاری طائف سے دل فگار بھی ہے مگر وہ صبر و عزیت کا شاہکار بھی ہے اسی کا سارے خزانوں پر اختیار بھی ہے اسی کے خون کے بیانے بھی اہل مکہ ہیں وہ سب کو مہروفا کے اصول دیتا ہے وہ کانے پھیکنے والوں کو پھول دیتا ہے

جهان کہنے میں برپا وہ انقلاب کیا کہ کفر و شرک کو وہم و خیال و خواب کیا انھا کے فرش زمیں کے حیرانیزروں کو حریف مہر کیا، رنگ ماہتاب کیا نہ ملک دو قوم نہ رنگ و نسب باعث فخر فضیلتوں کا مرتب نیا نصاب کیا عجیب شان تھی اس کی، کہ خود تو اپنی تھا مگر خدا نے اسے صاحب کتاب کیا جہاں میں علم کے دریا بہادیے اس نے

وہ جس نے مجھے قلم و تم مرود دیا تم گروں کو گوں سار کے چھوڑ دیا وہ جس نے درس اخت دیا زمانے کو وہ جس نے خاک کے نوٹے دلوں کو جوڑ دیا وہ جس نے اپنے فقیروں کو تاجداری دی وہ جس نے کچھ کلہبوں کا غرور توڑ دیا وہ جس نے قند و پر کے مظاہری آثار وہ جس نے سیل حادث کے رخ کو موڑ دیا

وہ جس نے کفر کی طاقت کا سرچل ڈالا وہ جس نے وقت کی رفتار کو بدل ڈالا

جذب جذب سے وہ خوبیں کا تاجدار چلے جلو میں قافلہ فصل نوبہار چلے خدا سے ملنے جو رفرف پر وہ سوار چلے تو شوق دید میں قدسی امیدوار چلے خرام ناز پر اس کے فدا نیم سحر چلے تو غنیمہ کھلاتا وہ صد ہزار چلے ہے خواب جس کا حسیں آج تک خیال ہیں نہ جانے کیا تھا وہ صاحب جمال حسیں

میں لگادیں، اور جب اس سے از کار رفتہ ہو جائیں تو دین و امت کی یاد ملتے۔

کیا اچھا ہوتا کہ لکل فن رجال کے فارمولہ پر عمل کر کے ہر ہر مجاز پر کام کرنے والے افراد پیدا کئے جاتے، مگر یہ کتنی دل خراش حقیقت ہے کہ دعوت کی ساری ذمہ داری علماء پر ڈال کر خود کو فارغ تکھتے ہیں، یہ دور و دور ہے ایک جنسی کی وہ صورت حال ہے جہاں امت کے ہر فرد کو اپنی اپنی جگہ اور دائرہ کار میں بیدار ہونا چاہئے، یہ کتنی تم ظرفی ہے کہ علماء اور الی مدارس ہی سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ وہی صنعت و حرف کی بھی تعلیم دیں، دیگر زبانوں کے بھی ماہرین پیدا کریں، علوم اسلامیہ میں کمال و مہارت کی ذمہ داری تو ان پر ہے ہی۔

ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ اس کو (راہ خدا) میں دل کھول کر خرج کرتا ہے، دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے نوازا ہے اور وہ دوسروں کو سکھاتا ہے۔

بہت زیادہ تفصیل میں جائے بغیر ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ دین و امت کی خدمت کے مختلف مجاز ہیں اور خلوص نیت کیسا تھا ہر مجاز پر کام کرنے والا شخص اقتصادیات و معاشیات کا مستقل ایک مجاز ہے اس سلسلہ میں ہمارا سماں یہ دارج تھا اگر اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور اپنے کو عنہ اللہ متحسن اجر و ثواب اور امت کا پسندیدہ فرد ہے، یہ دوسرا نہیں وکٹا لوگی کا دور ہے، اس کی ضرورت و اہمیت سے انکار کھلی ہوئی حقیقت کا انکار ہے کہ اس سے دین سے دین اسلام کو خطرہ لاحق ہوا ہے اور یہ اس فرمان خداوندی کے بھی خلاف ہو گا کہی المقدوران کے مقابلہ کے لیے گھوڑوں (اور سواریوں) کو تیار کرو جس سے تم اسلام پر رہنمائی کا بھی الزام آئے گا، اور یہ اس فرمان خداوندی کے بھی خلاف ہو گا کہی المقدوران کے مقابلہ کے لیے گھوڑوں (اور سواریوں) کو تیار کرو جس سے تم خدا کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں کو مغلوب کرو۔

اور اس فرمان نبوی کے بھی خلاف ہو گا کہ اے نبی اس اعمالی! تم تیر اندازی سکھو تھا رے باپ تیر انداز تھے۔

ذمہ داری یہ ہے کہ وہ سارے مجازوں پر حدود شریعت کی نشاندہی کریں، داعی و مصلح تیار کریں، زمانہ کی بخش پر ہر آن ان کا ہاتھ ہو، دوسرا مجازوں پر علماء کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ سارے مجازوں پر حدود شریعت کی نشاندہی کریں، داعی و مصلح تیار کریں، زمانہ کی بخش پر ہر آن ان کا ہاتھ ہو، دوسرا مجازوں پر کام کرنے والوں کی تحریکی و رہنمائی ان کا شیوه ہو کہ بھی کام کا صحیح طریقہ ہے اور شریعت کا بھی مطالبہ بھی ہے کہ امت کا ہر فراغ علوم اسلامیہ کا ماہر نہیں ہو سکتا، جیسا کہ ذیل کی آیت میں اشارہ ہے۔

”فَلَوْلَا فِرْمَنَ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَتَفَقَّهُوْ فِي الدِّينِ وَلَيَنْذِرُوْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْهُمْ لِعِلْمِهِمْ يَحْذِرُوْنَ“

”فَلَوْلَا فِرْمَنَ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَتَفَقَّهُوْ فِي الدِّينِ وَلَيَنْذِرُوْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْهُمْ لِعِلْمِهِمْ يَحْذِرُوْنَ“

”فَلَوْلَا فِرْمَنَ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَتَفَقَّهُوْ فِي الدِّينِ وَلَيَنْذِرُوْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْهُمْ لِعِلْمِهِمْ يَحْذِرُوْنَ“

”فَلَوْلَا فِرْمَنَ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَتَفَقَّهُوْ فِي الدِّينِ وَلَيَنْذِرُوْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْهُمْ لِعِلْمِهِمْ يَحْذِرُوْنَ“

”فَلَوْلَا فِرْمَنَ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَتَفَقَّهُوْ فِي الدِّينِ وَلَيَنْذِرُوْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْهُمْ لِعِلْمِهِمْ يَحْذِرُوْنَ“

”فَلَوْلَا فِرْمَنَ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَتَفَقَّهُوْ فِي الدِّينِ وَلَيَنْذِرُوْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْهُمْ لِعِلْمِهِمْ يَحْذِرُوْنَ“

”فَلَوْلَا فِرْمَنَ كُلُّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ يَتَفَقَّهُوْ فِي الدِّينِ وَلَيَنْذِرُوْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْهُمْ لِعِلْمِهِمْ يَحْذِرُوْنَ“

آتے تو ان کو ڈرستاتے تاکہ وہ خدر کریں۔“

اور پوری امت پر ذمہ داری اس طرح ڈالی کہ:

”لَلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حُسْنَةً وَلَدَارُ الْآخِرَةِ حِبْرٌ وَلَنَعْمَ دَارُ الْمُتَقْبِنِ“ (نحل: ٤)

اور جنہوں نے نیک کام کئے ان کے لیے دنیا میں بھلائی ہے اور آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے، اور پرہیز گاروں کا گھر کیا اچھا ہے۔

آیت مذکورہ میں امت کا ہر وہ فرد شامل ہے جو نیک کام کرے، اس میں کسی ایک جماعت و طبقہ کو خاص نہیں کیا، لہذا امت کے ایک ایک فرد کو اللہ تعالیٰ نے جو صالحین عطا فرمائی ہیں ان کو خدمت اسلام کے لیے وقف کروئے، مال والا مال، طاقت والا طاقت، علم والا علم کو، صاحب فن اپنے فن کو، تخلیم اپنی انتظامی صلاحیتوں کو، صحافی اپنی صحافت کو انگریزی داں اپنی انگریزی داں کو، اور عالم و عارف اپنے علم و عرفان کو۔ کاش ایسا ہوتا کہ ہم مخالفین اسلام کی باریک بہت باریک شاطرانہ پڑھنے والوں کی کمی نہیں، ان میں قانون وال بھی ہیں، وکلا اور جریج بھی ہیں پروفیسرز بھی ہیں، صحافی و صاحب قلم بھی ہیں، کیا ان کی یہ ذمہ داری نہیں کہ حالات کا جائزہ لے کر، اور زمان کے رخ اور بد لے ہوئے تیور کو بھانپ کر کے کاموں اور بیشوش کیا تھا خدمت اسلام کے لیے کربستہ ہوں کیا یہ حیرت و تجھب کی بات نہیں کہ علوم جدیدہ کے ہر مجاز پر مدارس غریبہ اور علامہ ہی کو کھڑا کر جاؤ اور اپنی کو اس کا ذمہ دار سمجھنا صحیح نہیں۔ اور پرہیز کہا گیا کیا اس کا سبکی تقاضہ ہے؟ مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے پڑھنے والوں کی کمی نہیں، ان میں قانون وال بھی ہیں، وکلا اور جریج بھی ہیں پروفیسرز بھی ہیں، صحافی و صاحب قلم بھی ہیں، کیا ان کی یہ ذمہ داری نہیں کہ حالات کا جائزہ لے کر، اور زمان کے رخ اور بد لے ہوئے تیور کو بھانپ کر کے کاموں اور بیشوش کیا تھا خدمت اسلام کے لیے کربستہ ہوں کیا یہ حیرت و تجھب کی بات نہیں کہ علوم جدیدہ کو روکی اس مسلم آبادی میں انگریزی یا ہندی کا ایک و قیع اخبار نہیں نکالا جاسکا، کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ علوم عصریہ پڑھنے والے ہمارے جوانوں میں کچھ ایسے ہوتے جو صانس و نکنا لوگی میں کمال پیدا کرتے اور اس سے خدمت اسلام کا کام لیتے، یہ قوم کی بڑی بُصی ہے کہ لوگ ان علوم کو پڑھ کر صرف نان جویں کے حصول

ب مقبول بارگاہ خداوندی ہوں گے، اور ان سب کا اپنے اپنے دائرہ کار کے اعتبار سے دعوت اسلام میں حصہ ہو گا مثلاً کے طور پر ایک شخص برا ٹا جر و کار و باری ہے وہ اس نیت و ارادہ سے اپنے کار و بار کو برداشت ہاتا جاتا ہے کہ اس سے دین کی خدمت کرے گا، مدارس کی اعانت کرے گا، پڑھنے پڑھانے اور دین سکھانے والوں کو جو اپنے کو حصول رزق کے لیے نہیں فارغ کر پاتے ان سب کی اعانت کرے گا تو یہ شخص بجاۓ دینا دار کہلانے کے حضرت عثمان غنی کے سکھانے والوں کو جو اپنے کے لیے حاضر تھا اور زعیم قابل ریت شمار ہو گی، وہ اس ارشاد ہبھی کا مصدقہ ہو گا کہ رشک دوہی قسم کے لوگوں پر کیا جاستا ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور وہ اس کو (راہ خدا) میں دل کھول کر خرج کرتا ہے، دوسرا وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم کی دولت سے نوازا ہے اور وہ دوسروں کو سکھاتا ہے۔

بہت زیادہ تفصیل میں جائے بغیر ہم یہ عرض کرنا چاہیں گے کہ دین و امت کی خدمت کے مختلف مجاز ہیں اور خلوص نیت کیسا تھا ہر مجاز پر کام کرنے والا شخص اقتصادیات و معاشیات کا مستقل ایک مجاز ہے اس سلسلہ میں ہمارا سماں یہ دارج تھا اگر اپنی ذمہ داری محسوس کرے اور اپنے کو عنہ اللہ متحسن اجر و ثواب اور حکم کا پسندیدہ فرد ہے، یہ دوسرا نہیں وکٹا لوگی کا دور ہے، اس کی ضرورت و اہمیت سے انکار کھلی ہوئی حقیقت کا انکار ہے کہ اس سے دین سے دین اسلام کو خطرہ لاحق ہوا ہے اسلام پر رہنمائی کے بھی خلاف ہو گا کہی المقدوران کے مقابلہ کے لیے گھوڑوں (اور سواریوں) کو تیار کرو جس سے تم خدا کے دشمنوں اور خود اپنے دشمنوں کو مغلوب کرو۔

اوہ اس فرمان نبوی کے بھی خلاف ہو گا کہ اے نبی اس اعمالی! تم تیر اندازی سکھو تھا رے باپ تیر انداز تھے۔

ذمہ دارہ آئت کریمہ اور حدیث رسول کو اس کے لفظی معنی ہی میں محدود رکھنا صحیح نہیں بلکہ دونوں کا مفہوم یہ ہے کہ ہر اس صورت حال کے مقابلہ کی تیاری جس سے دین اسلام کو خطرہ لاحق ہوا ہے اس میں شامل ہے، سبی وجہی جس کے سب ہمارے اسلاف نے علوم عقلیہ میں کمال پیدا کیا تھا کہ اس کے ذریعہ اسلامی معتقدات پر ہونے والے حملوں کا مفہوم تجویز جواب دیا جائے، امام غزالی کی مثال مشہور و معروف ہے کہ انہوں نے فلسفہ کی راہ سے اسلام پر ہونے والے حملوں کا نہ صرف متفوڑ جواب دیا بلکہ مفروضات فلسفہ کی دھیان اڑا دیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو دیگر قوموں کی زبان سکھنے کا حکم فرمایا کہ اس کے ذریعہ ان میں دعوت کا کام انجام دے دیا جائے، حکم فرمایا کہ اس کے ذریعہ ان میں دعوت کا کام انجام دے دیا جائے۔

ذکر و بالا گز ارشات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ عہد حاضر میں جن جن را ہوں سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں ان سب کے مقابلہ کے لیے امت کے افراد کو الگ الگ مجازوں پر کام کرنے کے لیے اپنے کو تیار کرنا ازیز ضروری ہے اور اس کا وہی اجر و ثواب ہے جو ذکر و عبادت اور صوم و صلوٰۃ کا! قرآن و حدیث سے اس کے پڑے والائیں پیش کے جاسکتے ہیں، اس مفہوم مضمون میں ان کا ذکر کر باغث طوالت ہو گا۔

لہذا امت کا ہر فرد اپنی صلاحیت طبعی میلان و رجحان کے اعتبار سے اپنے آپ کو جس مجاز پر بھی لگا سکتا ہو گا۔ اس وقت مختلف افکار و نظریات اور صحافت کی راہ سے اسلام پر بھر پور حملہ ہو رہے ہیں، ان حالات میں جو لوگ اپنی اپنی صلاحیت کے اعتبار سے ان کے مقابلہ کے لیے تیار ہوں گے وہ سب ”وَاعْدُوا لَهُمْ مَا سَمِعُوْا“ کے زمرة میں آئیں گے۔

ہر مجاز پر مدارس غریبہ اور علامہ ہی کو کھڑا کر جاؤ اور اپنی کو اس کا ذمہ دار سمجھنا صحیح نہیں۔ اور پرہیز کہا گیا کیا اس کا سبکی تقاضہ ہے؟ مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے پڑھنے والوں کی کمی نہیں، ان میں قانون وال بھی ہیں، وکلا اور جریج بھی ہیں پروفیسرز بھی ہیں، صحافی و صاحب قلم بھی ہیں، کیا ان کی یہ ذمہ داری نہیں کہ حالات کا جائزہ لے کر، اور زمان کے رخ اور بد لے ہوئے تیور کو بھانپ کر کے کاموں اور بیشوش کیا تھا خدمت اسلام کے لیے کربستہ ہوں کیا یہ حیرت و تجھب کی بات نہیں کہ علوم جدیدہ کو روکی اس مسلم آبادی میں انگریزی یا ہندی کا ایک و قیع اخبار نہیں نکالا جاسکا، کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ علوم عصریہ پڑھنے والے ہمارے جوانوں میں کچھ ایسے ہوتے جو صانس و نکنا لوگی میں کمال پیدا کرتے اور اس سے خدمت اسلام کا کام لیتے، یہ قوم کی بڑی بُصی ہے کہ لوگ ان علوم کو پڑھ کر صرف نان جویں کے حصول

## معاشرہ میں اسلامی تعلیمات کا عملی نفاذ دعوت اسلامی کا پہلا زینہ ہے

مولانا سید محمد واضح رشید حنفی ندو

یہ علمی قافلہ مسلمانوں کی قیادت میں آگے بڑا رہا اور علم و حکمت میں ترقی اور پیش قدمی ہوتی رہی اور اس سے مسلمانوں نے اسلام کی تبلیغ و ارشادت میں فائدہ اٹھایا اور اس علمی تحریک نے اسلام کے تعارف اور اس کی مقبولیت میں بڑا فائدہ پہنچایا، اخباری روپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علمی تحریک سے دشمنان اسلام کی ایک بڑی تعداد نے اسلام کو قبول کر لیا، اور اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق ٹھکوں و شبہات رکھنے والوں کے ٹھکوں و شبہات دور ہو گئے، اور انہیں اسلام کے متعلق شرح صدر ہو گیا، اور یہ اعتراف کیا کہ گمراہ کن پروپیگنڈا اور مغربی میڈیا کی افتر اپردازیوں کی وجہ سے وہ اسلام کی حقیقت اور اس کے صالح نظام زندگی سے نا آشنا اور تاریکی میں تھے۔

لیکن اس سب کے باوجود ہماری زندگی میں ایک پہلوایا ہے جو غفلت اور بے تو جمی کاشکار ہے اور وہ فوری توجہ کا طالب ہے، بلکہ وہ دعوتِ اسلامی کی ترجیحات میں سر فہرست ہے، یہ پہلو خود مسلمانوں کی عملی تربیت اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی ڈھالنا ہے، آنے والی معاشرہ میں یہ پہلو انتہائی مندوش نظر آتا ہے، کیونکہ خواص اور کیا عوام، سچی عملی زندگی میں اسلامی تعلیمات سے دور نظر آتے ہیں، اخلاقی اور سماجی کمزوریاں ہر جگ پائی جا رہی ہیں، بلاشبہ مسلمانوں میں اسلام کی خاطر قربانی کا جذبہ موجود ہے، لیکن ان میں اسلامی تعلیمات اور ملی مصلحت سے ناواقفیت، اور حکمت و تدبر کی کمی پائی جاتی ہے، اسی طرح وہ دشمنان اسلام کی سازشوں سے سے بھی ناواقف نظر آتے ہیں، اسی ناواقفیت اور غفلت کی وجہ سے وہ دشمنوں کی سازشوں کا شکار ہو جاتے ہیں، اور پھر ان سے اپنے اعمال سرزد ہوتے ہیں جو انہیں تعمیر سیرت و کردار، عملی زندگی سنوارنے اور صالح اور شادار مقبل کی تعمیر سے غافل کر دیتے ہیں۔

ایک طرف تو کتب خانے علمی تصنیفات سے پڑیں، علمی ادارے اور اکادمیاں ترقی کر رہی ہیں، علمی مذاکروں کی مخفیلیں گرم ہیں اور مین المذاہب مکالے جاری ہیں، دوسری طرف مسلم معاشرہ انتشار و اختلاف کے اصول و مبادی اور تعلیمات کی توضیح و تشریح اور موجودہ دور میں اس کی صلاحیت اور ضرورت کو ثابت کرنا موجودہ وقت میں دعوتِ اسلامی کی ترجیحات میں سے ہے، جبکہ اسلام اور مسلمانوں پر ہر چہار جانب سے یلغار ہے، خصوصاً مغرب کی میڈیا یا ای یلغار بڑے زور شور سے جاری ہے، مغرب کے سارے وسائل ابلاغ اسلام اور مسلمانوں کے وجود کو مٹانے کے لیے وقف ہیں، قلمکار، نامنگار اور فکار رذات رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی شان میں مسلسل گستاخی اور توہین کر رہے ہیں، قرآن کریم، حدیث اور سیرت رسول ﷺ میں ٹکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں، چنانچہ مسلم علماء اور مفکرین نے اس یلغار پر توجیہ کی، علمی موضوعات پر اسلامی نقطہ نظر سے عصری اسلوب میں تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا، اس کے لئے مستقل علمی و تحقیقی مرکز اور نشر و اشاعت اور طباعت کے ادارے قائم کئے، مگر اسلامی اور دعوتِ اسلامی کا کام کرنے والے اسلام، نبی رحمت حضور اکرم محمد ﷺ، حدیث نبوی، قرآن کریم اور تاریخ اسلام پر ہونے والے حلولوں کا جواب دینے اور اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کو سمجھنے اور عصری تقاضوں اور جدید مسائل کے پارے میں اسلامی افکار و نظریات پیش کرنے کے لئے تحریر و تکاہت، صحافت، ریڈیو، تلویزیون، انٹرنیٹ اور دوسرے جدید وسائل سے استفادہ کیا۔

بآہی سکھش اور دینی انحراف و کمزوری اور پسپائی کا ذکار۔ ایسے داعی تھے جن کی زندگیاں اسلامی تعلیمات کی پھی۔ ہماری یہ کوششیں عمل و کردار سے عبارت ہوں، کیونکہ دنیا ہے، اور مسلمان اصحاب مکروہ عمل اور دعوت کا کام کرنے ہے، کتابخانوں کو نہیں دیکھتی جتنا کہ ہماری عملی دلے ان خطرات سے غافل ہیں جو معاشرہ کے چاروں طرف منتلا رہے ہیں بلکہ روز بروز بڑھتے جاری ہیں، فرد اور جماعت کے اندر دینی کمزوریاں اور زیادہ وسیع اور ہمہ کیر تھا، ان کی پوری زندگی ان کے علم سے عبارت تھی، علم جب تک عمل کے ساتھ نہ ملے اور فلسفہ کو جب تک عملی جامد نہ پہنایا جائے اس وقت تک کسی قوم کو فلاج و بہبود سے ہمکار نہیں کر سکتا، ممکن ہے کہ کچھ ذہنوں کو مطمئن کر دے یا چند زبانوں کو بند کو اسلام سے تنفس کر رہی ہے۔

مسلم معاشرہ کی انفرادی اور اجتماعی اصلاح اور مسلمانوں کی پسندیدگی کے اسباب کے ازالہ کی کوشش کر دے، لیکن یہ اثر درستک نہیں رہتا اور دلوں پر پاس کی تاثیر ہمیشہ باقی نہیں رہتی۔

روشن مستقبل کی تحریر کا پہلا مرحلہ ہے، اور جدید مسائل اور عصری تقاضوں کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل پیش کرنا اسلامی عمل کی ترجیحات میں سے ہے، اس کی دلیل یورپ میں اسلامی نظام معاشریات کی مقبولیت اور اسلامی بینکنگ نظام کو اختیار کیا جانا ہے، یورپ سرمایہ دارانہ نظام اقتصادیات اور اسلامی اقتصادیات کے درمیان نمایاں فرق دیکھنے کے بعد اب اسلامی نظام معاشریات کو اختیار کر دہا ہے، اسی طرح مغربی مادی معاشرہ کی تباہ کاری اور زوال کے بعد یورپین اسلامی معاشرہ میں خصم ہو رہے ہیں۔

مسلم معاشرہ کا یہ شعبہ علماء ربانیہ، مصلحین اور دعوت اسلامی کے مداراں میں، کام کرنے والوں کی فکزوں کے لئے علم و واقفیت کا سرچشمہ تھا، اگر ان کا علم ان کے شریفہ میں جواہر و تواریخ ہیں ان ہی کے مطابق زندگی گزارنے پر اللہ کی فخرت و مدد و کا وعدہ ہے:-

تجہے کا طالب ہے، کیونکہ عملی تطیق کے بغیر صرف فلسفے اور نظریے امت کی قیادت نہیں کر سکتے، اور محض علمی مושکافیاں اور علمی تحقیقات خواہ کتنی ہی قیمتی اور واقعیت کیوں نہ ہوں کسی قوم و ملت کی تحریر نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی ملک کو دشمن کے خطرے سے محفوظ اور ماموزار کہ سکتے ہیں۔

عمل کے ساتھ ہم آہنگ نہ ہوتا اور دعوت سے میل نہ کھاتا تو وہ لوگوں کے دلوں کو جیت نہیں کتے تھے، اور ان کی زندگی سرچشمہ علم اور قابل جمعت نہ ہوتی، قرون حادھما اور کلامہ ما فلا تقل لہما اف ولا تهیر اولی میں اسلام کی اشاعت اسی علم عمل اور دعوت کے جوڑ سے ہوئی۔

وبالوالدین إحساناً، إما يبلغ عنك الكبر  
الذل من الرحمة، وقل رب أرحمهما كماريياتي

تاریخ گواہ ہے کہ مھنفلسفات اور نظریات نہ تو سویت یونین کوزوال اور انتشار سے بچا سکے اور نہ ہی اشتراکی ملکوں کو، بلکہ حقیقت میں یہ نظریات اور فلسفے ان کے زوال کا سبب تھے، اور نہ ہی مغرب کے خوشحالی کے محن نعرے اور فلسفات مغربی تمدن کوزوال سے بچا سکتے ہیں، اسلام نے جس وقت غلبہ اور حکومت و سیادت حاصل کی اس کے لئکر میں نہ تو فلاسفہ تھے اور نہ حکماء، بلکہ صغیراً، ربکم أعلم بما في نفسك من تكونوا ضلعين فإنه كان للأوابين غفوراً، وآت ذالقربي حقه والمسكين وابن السبيل ولا تبدل بيدهما إن المبتدين كانوا إخوان الشياطين و كان الشيطان لربه كفوراً وإنما تعرض عنهم ابتلاء رحمة من ربك ترجوها فقل لهم قولًا ميسوراً، ولا تحمل يدك مغلولة إلى عنقك ولا تستطعها كل البسط

## وحدث آدمیت

مولانا بلال عبدالحی سندھی

وسرور کی خاطر اپنا حق چھوڑ دینے  
در گز رکر دینے کو بھی تقویٰ سے قریب تر تیا گیا ہے۔  
”وان طلقتموهن من قبل ان تمسوہن  
وقد فرضتم لهم فرضة فتصف ما فرض الان  
يعفون او يغفو الذي يده عقدة النكاح وان  
تعفو اقرب للتفويٰ“ (بقرہ: ۲۳۷)

بہت سے ذہنوں میں یہ بات گردش کرتی ہے کہ آگے جنک جانے کو بھی تقویٰ سے تحریر کیا گیا ہے، صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر درب کر جو معابرہ فرمایا اس سے مفہوم میں پچھا اور پر ہیز کرنا داخل ہے جب کہ واقعہ صحابہ پر طبعی اثر پڑا، جمیعت بھی تھی بہادری کے جوہر کو دیں یادہ معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کا معاملہ ہے، اور اگر تم معاف کرو تو یہ تقویٰ سے دکھانے کا وقت معلوم ہو رہا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح فرمائی اور صحابہ نے سرتیم خم قریب تر ہے (یعنی بجائے آدھا دینے کے پردازے امور خریکی دلوں میں تحریک ہوتی ہے اور ہر برے کام سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ دلوں میں شعاعِ اللہ کی عظمت بیٹھ جاتی ہے، اور اللہ کا نام آتے ہی دل جنک جاتے ہیں۔

”والزمهم کلمة التقوٰ“ (فتح: ۴) اور ان فائدہ نہ اٹھاؤ

اہل تقویٰ کی صفات کا عیان قدرے تفصیل سے سورہ آل عمران میں موجود ہے:

آگے ان کی خصیلت یہاں فرمائی: ”وَكَانُوا أَحْقَ بَهَا وَاهْلَهَا“ (فتح: ۴) اور وہ اس کے زیادہ خذار اور اہل تھے۔

نتیجہ اہل ایمان کے حق میں نکلا، صلح کی مختصر دست میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ دین میں سورہ شریفہ کے آغاز ہی میں یہ حقیقت بھی کوئی سمجھنے کا موقع مل گیا۔

ایک دوسری آیت میں دشمنوں کے ساتھ ”أَنَّ الَّذِينَ يَغْضُونَ أَصواتَهُمْ عَنْ دُرُسُولِ اللَّهِ“ ایقائے عہد اور حق الامکان جنک سے پر ہیز کرنے والوں کو تلقیٰ فرمایا گیا ہے:

بلاشبہ جو لوگ اللہ کے رسول کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں انہی کے دلوں کو اللہ نے یحب المتقین“ (توبہ) تو تم ان کے عہد کو ان کی مقررہ مدت تک پورا تقویٰ کے لیے جائیج لیا ہے۔

اپنی چاہت اور مزاج کے خلاف نشائے نبوی کرو، پیش کردن تقویٰ والوں کو پسند فرماتا ہے۔

(مودتو! کوئی قوم کی قوم سے تحریر کرے، ممکن کے پاس بھی نہ جانتا کہ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے، اور جس جاندار کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اسے قتل نہ کرنا، مگر تحریر کریں، ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں، اور اپنے جائز طور پر (یعنی بتوی شریعت) اور جو شخص قلم سے قتل کیا موسیٰ بھائی کو عیب نہ لگا، اور نہ ایک دوسرے کا برآنام رکھو، ایمان لانے کے بعد برآنام رکھنا گناہ ہے، اور جو قائل سے بدل لے (تو اس کو چاہے کہ قتل (کے قصاص) توبہ نہ کریں وہ خالم ہیں، اے اہل ایمان! بہت گمان میں زیادتی نہ کرے، وہ منصور اور فتحیاب ہے، اور جیم کے کرنے سے احراز کرو، کہ گمان گناہ ہیں، اور ایک مان کے پاس بھی نہ بھکنا، بگرایے طریقے سے کہ بہتر مان کے پاس بھی نہ جانے کو جس نہ کرو، اور نہ کوئی کسی کی غیبت ہو، یہاں تک کہ وہ جوانی کو پہنچ جائے، اور عہد کو پورا کرو، کہ عہد کے بارے میں ضرور پرس ہو گی، اور جب کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ کوئی چیز تاپ کرو یعنی گلوتو یا نہ پورا بھرا کرو، اور جب قتل اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشہ کھائے، اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے، تو غیبت نہ کرو، اور خدا کا ذر رکھو، پیش کردن تقویٰ کرنے والا ہم نہ نظر انجام کے خلاف سے بھی بہت بہتر ہے، اور اے بندے کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور تمہاری قوم جس چیز کا جھے علم نہیں اس کے پیچے نہ بڑ کان اور آنکھ اور دل ان سب جو اس سے ضرور باز پرس ہو گی، اور زمین پر اکڑ کر اور تن کرمت پل کر لوز میں کوچھ اڑونیں ڈالے گا، اور پرورش کیا ہے تو بھی ان کے حال پر رحمت فرم، جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پرورگار اس سے بخوبی عادتوں کی برائی تیرے پرورگار کے نزدیک بہت ناپسند واقف ہے، اگر تم بیک ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخش دینے والا ہے، اور رشت داروں اور مجاہدوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو، اور فسول خرچی سے مال نہ راندہ بنا کر جنم میں ڈال دئے جاؤ گے۔

ایک دوسری جگہ ارشادِ بانی ہے: ”يَا إِنَّمَا الظِّنْمُ لِمَنْ يَرْجُمُ الظَّمَآنَ“ (بیت ۱۱۷) کا فرانسیسی ترجمہ ہے، اگر تم بیک ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو کیا تھا تمہاری طرف دھی کی ہیں، اور خدا کے ساتھ کوئی اور مجبود نہ بناتا کیا اکرنے سے طامتہ زدہ اور درگاہ خدا سے اڑاک، کرنوں خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پرورگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا ہے، اور اگر تم اپنے پرورگار کی رحمت (یعنی فراغ و خی) کے انتقام میں جس کی حمیں امید ہوں (محظیٰ) کی طرف قبضہ کر سکو تو ان سے زمی سے بات کہدیا کرو، اور اپنے پاٹھ کو نہ تو گردان سے بندھا ہو (یعنی بہت بیک) کرلو، (کہ کسی کو کو کو دھی نہیں) اور نہ ہی بالکل کھول دو (کہ بھی کچھ دے والوں اور انجام یہ ہو کہ) ملامت زدہ اور ماندہ کوکیتھے جاؤ، پیش کردنے والا تمہارا پرورگار جس کی روزی چاہتا ہے فرخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے جنک کرو جائے، وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے، اور ان کو دیکھ رہا ہے، اور اپنی اولاد کو مغلی کے من ذکر و انشی و جعلناکم شعبویاً و قبائل، لتعارفوا ہو سکتیں جب تک ان کے ساتھ اسلام کو عمل طور پر زندگی میں برستے کی کوشش نہ کی جائے۔

[سورہ جمرات: ۱۱-۱۲]

(ترجمانی: محمود شیخ ندوی)

# مغرب کا امنٹریشنل لاء... علمی و تاریخی جائزہ

محمد عیا مصوروی، لندن

برابری کی امید مغرب سے کی جا سکتی تھی مگر مغرب کی کریمیتی (میخت) کا بانی یہ تھا پہلی خودا یک روم باشندہ تھا اس کے لئے ذہن کی پیداوار موجودہ کریمیت کی کل میں نمودار ہوئی اس کرمیت میں حضرت مسیح کی تعلیمات کا شایبہ نہیں ہے چنانچہ انسانی کو پیدا یا برنا یا کام مقابلہ کارڈ بیوری ملکتہ ہے:

"پوس (یہت پال) نے عیسائیت کو اس قدر بد دیا تھا کہ وہ اس کا دوسرا بانی بن گیا وہ درحقیقت (امنٹریشنل لاء) کا جیپن قرار دیتا ہے اور اس کا دعویٰ اس مغربی کلیسا ای عیسائیت کا بانی ہے جو یوں عیسیٰ کی لائی ہوئی عیسائیت سے بالکل مختلف ہے۔ لوگ کہتے ہیں یا تو یوں کی اجاع کرو یا پوس کی ان دونوں پر یہک وقت عمل نہیں کیا جاسکتا۔"

جدید تحقیقات نے یہ بات پوری طرح ثابت کر دی ہے کہ موجودہ انتہی ارجع یہت پال کے

افکار سے متاثر لوگوں کے ذہن کی تخلیق ہے، یہی وجہ ہے کہ آج تک دنیا کے کسی حصہ کے کامیابی کی اعتبار سے یورپ کے گورے عیسائی کے برادر عزت، حقوق حاصل نہیں کیے جی کہ دو ہزار سالہ تاریخ میں یورپ کی ذاتی فوج و سپاہی سونپھر سو ہزار یونین کی گورنی نسل سے رہی ہے اس میں کوئی سیاہ قام عیسائی جگہ نہ پاسکا۔ حضرت مسیح کے تین سو سال یعد روم شہنشاہ حیثیتیں نے کرمیتی قبول کی اس نے از سر تو میخت کے عقائد، رسوم، اخلاق، قوانین وضع

کئے یہ کام اپنے کاؤنسلوں کے ذریعہ انجام دیا گیا ان کاؤنسلوں کا گمراہ امطاہد تھا تھا کہ وہ محض روم کی اور انسانوں کے لیے مساوات و برادری کا حق تسلیم بعد یونان کا دوسرا مائیہ ناز فلسفی افلاطون ہے اس کی مشہور تصنیف اطہوریہ (Democracy) ہر دور میں کریں ان کے دل و دماغ، مزاد و تفییات میں یہ بات راجح ہے کہ وہ تمام اقوام و تہذیبوں کے آقاطم مثالی ریاست کا اعلیٰ نمونہ سمجھی گئی ہے وہ اپنی اس مثالی بھی کہیں کہ اس کاؤنسلوں کے بحث و مباحثے کے دوران

کبھی کبھی پوپ یا پادری نے حضرت مسیح کی تعلیمات یا پائل کا حوالہ نہیں دیا۔ روم جزل (شہنشاہ) کی مرضی پر یورپ کی کرمیتی مرتب ہوئی جو ظاہر ہے

عصر حاضر میں مغرب خود کو میں الاقوامی قانون کیا تھا (۱) روم (۲) غیر روم انہوں نے خود کو مہذب اور باقی دنیا کو غیر مہذب قرار دے کر دوالگ رو شاہ کرایا اور نہ اسلام اور دیگر مذاہب و تہذیبوں کے قوانین اور غیر روموں کے لیے غیر معین اور غیر واضح قوانین یعنی غیر روموں کے لیے تھے، آئیے تاریخ کی روشنی میں مغرب کے اس نشاء و هر ضم اور صواب دیل پر مختصر تھا وہ جو چاہے ان کے دعوے کا جائزہ لیں۔

مغرب کے ذہن و فکر، مزاد و تفییات کی تخلیق میں دو چیزوں نے بنیادی کردار ادا کیا (۱) یونانی جس طرح آقا کو غلام کے ساتھ ہر طرح کا معاملہ امپائر کے مادہ پرستانہ و شہنشاہیت زدہ ادارے، ان دو عوامل نے موجودہ مغرب کے ہنچی و فکری تمدن و تفییات اور پورے نظام کو تکمیل دیا ہے، مغرب کے یہ دنوں امپائر (یونان و روم) نسل پرستی کی تفییات کے تہذیبوں کی کوکھ سے مغرب کے موجودہ نظام تمدن، مرتیز تھے مثلاً اس طبقہ مغرب کا سب سے بڑا فلسفی مانا جاتا ہے اس کا قول مشہور ہے "فطرت نے غیر یونانیوں کو یونانوں کی غلامی کے لیے پیدا کیا ہے" اس کے بعد یونان کا دوسرا مائیہ ناز فلسفی افلاطون ہے اس کی مشہور تصنیف اطہوریہ (Democracy) ہر دور میں کریں ان کے دل و دماغ، مزاد و تفییات میں یہ بات راجح ہے کہ وہ تمام اقوام و تہذیبوں کے آقاطم ریاست کے لیے دنیا کی زیادہ تر اقوام اخلاق و مدرس تہذیب ہیں۔

(غیر یورپی) کے لیے غلامی لازمی قرار دیتا ہے۔ مغرب میں یونان کے زوال کے بعد اس کی جگہ پورست مذہب روم امپائر نے اپنے پورے دور میں انسانیت کے لیے عدل و انصاف اور مساوات

اصل قرار دیا گیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے اس کو اصل معیار شرافت قرار دیا ہے، اور قرآن مجید نے اسی کو عزت کی کسوٹی بتایا ہے، سید صاحب سیرۃ النبی میں تقویٰ کے مضمون کو ان الفاظ پر فرماتے ہیں:

"اسلام میں تقویٰ کو جواہیت حاصل ہے اس کا

اثر یہ ہے کہ تعلیم محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے رنگ، وطن، خاندان، دولت، حسب، نسب غرض نوع انسانی کے ان صد ہا خود ساختہ اعزازی بتوں، مرتباں ہیں کرتا رہے لیکن کسی کا دل و کھاتا ہو کسی کو تکلیف کو منا کر صرف ایک ہی امتیازی معیار قائم کر دیا جس میں پختا ہو، حق طلقی کرتا ہو، بد نگاہی میں جلتا ہو جاتا ہو معاملات میں پختگی نہ رکھتا ہو، جھوٹ بولتا ہو، وعدہ پورانہ کرے اور دوسرے گناہوں میں بھی جلتا ہو جاتا من عزم الامور" (آل عمران: ۱۸۶)

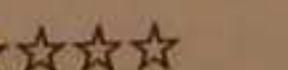
تمہیں ضرور اپنے ماں اور جانوں میں آزمایا جائے گا اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب ملی ان سے اور مشرکوں سے تم ضرور بہت سی تکلیف دے باتیں نہ ہو، یہ تقویٰ ہے، اسی لیے ایک صحابی نے تقویٰ کی تعریف کرتے ہوئے ایک بہترین مثال دی انہوں

خیر کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون نہ تقویٰ کے بارے میں سوال کیا تھا خطاب کر کے کہا کہ کیا تمہارا گزر کبھی ہی کے ساتھ کیا گیا ہے:

"تعاونو اعلى البر و التقوى و لاتعاونوا على الانم والعنوان، واتقوا الله ان الله شديد العقاب" (مائده: ۲)

یہی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرتے راستے کو خاردار کامنوں سے گھر دیا ہے جو اس میں ملت کرنا اور اللہ سے ڈرتے رہو بلہ اللہ سخت مزا الجھاوہ گیا یہ کائنے ہیں بے جا خواہشات کے، کو دھوکہ نہیں دے سکتا، صاف صاف کہہ دیا گیا "ان

الله علیم خیر" بلاشبہ اللہ خوب خوب جانے والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے



کہ "اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تعلیمات کا ہیں اور اللہ بہتر کام کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے، خلاصہ ہم صرف ایک لفظ میں کہنا چاہیں تو ہم اس کو تقویٰ سے ادا کر سکتے ہیں۔ (سیرۃ النبی، ۵-۳۱)

کے ساتھ ناصلی کر گزرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں سوپاپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور کون ہے جو اللہ کے سوگناہوں کو معاف کرے اور اپنے کئے پر وہ اصرار نہیں کرتے جب کوہ خوب جانتے ہیں

دشمنوں کی ایذار سانی پر صبر کرنے والوں کو بھی اہل تقویٰ شمار کیا گیا ہے:

"البلون فی اموالکم و انفسکم ولسمعن من الذين اوتوا الكتاب من قبلکم ومن الذين هم شماخاتا ہو، حق طلقی کرتا ہو، بد نگاہی میں جلتا ہو جاتا ہو معاملات میں پختگی نہ رکھتا ہو، جھوٹ بولتا ہو، وعدہ پورانہ کرے اور دوسرے گناہوں میں بھی جلتا ہو جاتا ہو، تو وہ ہر گز مقنی کہلانے کا مستحق نہیں ہے، احتیاط کی چنائچہ قرآن پاک نے بآواز بلندی اعلان کیا۔"

"ان اکرمکم عند اللہ اتفاکم" تم میں خدا کے نزدیک گزارنا، اللہ کا ہمہ وقت دھیان رہنا، ہر عمل میں کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔

آیت شریفہ کا اختمام اللہ تعالیٰ کی جن صفات پر ہو رہا ہے اس سے یہ حقیقت واضح کی جا رہی ہے کہ تقویٰ دل کے اندر کی ایک کیفیت خاردار راستے سے ہوا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں کہا مگر اللہ کے نزدیک وہی ظاہر معتبر ہے جو باطن کا سیمیت کر گزرا کہ کہیں دامن کامنوں میں الجھنہ جائے فرمایا اسی کاتا نام تقویٰ ہے۔

باریک سے باریک تر اور مخفی سے مخفی تر اشیاء اور حقائق کو وہ جانتا ہے، دنیا میں ایک انسان راستے کو خاردار کامنوں سے گھر دیا ہے جو اس میں ملت کرنا اور اللہ سے ڈرتے رہو بلہ اللہ سخت مزا الجھاوہ گیا یہ کائنے ہیں بے جا خواہشات کے، کو دھوکہ نہیں دے سکتا، صاف صاف کہہ دیا گیا "ان

الله علیم خیر" بلاشبہ اللہ خوب خوب جانے والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے

الاصل یہ کہ تقویٰ تمام تکیوں کی بغا و اور اصل

چاہی کے ان سے دامن بچا کر نزدیکی گزارنا تقویٰ ہے، اسی لیے اس کو "ملاک الامر" یعنی دین کی

اور ترکی کی سلطنت عثمانیہ کی جاہی کے لیے جو کچھ بن رہیں عقائد و عادات پڑھنی ہے۔

**مغوب کی بین الاقوامی حدالت**

**انصاف کی حقیقت**

یورپ کی تاریخ میں ہبھل بار ایسا ہوا کہ ہبھل پڑے وہ کیا جائے، دوسرا بیانی و زریں اصول یہ تھا کہ دینا میں کہیں جہور ہے تو جنہیں دنیا میں (جہاں آج کل بین الاقوامی عدالت انصاف کا دفتر ہے) ایک اہم کنوش ۱۹۵۰ء میں یعنی آج سے اولاد میں کسی کو آئندہ بھی اقتدار میں شریک نہ کیا ہے کہ اس سرزمیں پر تربیا ذریعہ ہزار سال تک کسی غیر یورپی و غیر مسیحی کے لیے کوئی حق، کوئی قانون تعلیم نہیں کیا گیا مغرب میں سب سے پہلا جس شخص نے اینٹریشنل لاء کے زریں اصول، ترکی کی سلطنت عثمانیہ میں الاقوامی قانون پر کتاب لکھی وہ ڈچ نے یورپ کے بڑے حصے (مرتی یورپ) کو فتح کر کے اپنا اقتدار قائم کر لیا تھا اس مجبوری سے یورپ نے سب سے پہلے تاریخ میں کسی غیر مسیحی و غیر یورپی کے لیے قانون سازی کی ۱۸۵۶ء یعنی ۱۹۰۰ء میں صدی یوسوی کے وسط میں ترکی کا یعنی حکومتیں کیا کہ وہ یورپ میں یعنی ۱۹۷۵ء یعنی گیارہویں صدی ہجری میں ڈچ زبان میں میں الاقوامی قانون Law of the war (امن و جنگ کا قانون) کے نام سے کتاب لکھی مغرب بڑے خرے اسے میں الاقوامی قانون کا باوآدم (Father of the International Law) کہتا ہے آپ مرویش کا پورا اینٹریشنل لاء پڑھ لیں اس میں کسی غیر یورپی و غیر مسیحی کے لیے کوئی حق، کوئی قانون نہیں ہو سکتا ہے، یورپ کے قانون کی تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے مگر میکر ویش کی کتاب درحقیقت بعض یورپیں قانون ہے اس کے بعد ۱۸۵۰ء میں یورپ نے جاپان کو بھی یعنی دیا۔ وہ غیر جانبداری کے اس تصور کے تحت اپنے لیے ایسا ترقی کیا ہے اسی طرح جب جاپان نے ۱۸۹۵ء میں یورپ کے باہر کی کسی قوم یا ملک کو یعنی حق حاصل نہیں کر سکتا ہے اسی طرح جب جاپان نے ۱۸۹۵ء میں یورپ کے باہر کی کتاب کیا کہ وہ یورپ میں یعنی ۱۹۰۰ء میں روں کو ٹکست سے دوچار کیا ہے کہ اس کا تعاقب بھی صرف اور صرف یورپیں ممالک میں ہو رہا ہے اسے میں الاقوامی قانون کے نام سے کتاب لکھی مغرب بڑے خرے اسے میں الاقوامی قانون کا باوآدم (Father of the International Law) کہتا ہے آپ

بین الاقوامی قانون کی بنیاد مہذب و غیر مہذب اقوام بینیادی نہیں ہے، اکثر یورپی ملکوں میں یہ غیر تحریری قوانین ہیں جنگ پر ہے مہذب و متمدن دنیا یا ذرموں میں بذرکر کے ماروئی ہیں تو جنوا کنوش کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوتی UNO کی ایک قرارداد و بذریافت کے تابع ہیں یہ حقوق کسی بالادست طاقت کی خلاف مسلسل ماردھاڑ قتل و غارت گری جنگ کے عطا کردہ یا کسی نہیں مقدس تصور کے تحت نہیں جاتی ہے اور اسی UNO کی درجنوں قراردادوں کو اسرائیلی ملکوں کے چیز و نہیں اے تو کوئی ٹونکے پر جنگ کرے افلاطون پر اداپنی تہذیب و پھر اپنا نے پر جنگ کرے افلاطون کے اس زریں اصول پر ہمیشہ یورپیں اقوام کا عمل جیسا کہ گذشتہ سالوں میں یعنی (میڈیا و اقتصادی) افغانستان میں دیکھا گیا اور گفتاتا موبے میں روز کا مشاہدہ ہے، آج بھی عملاً مغرب کی غیر مشروط بالادست درمیان یا اقوام عالم کے مابین مساوات و برابری قبول حق ہے نہ قانون اور ۱۱/۹ کے بعد تو مغرب نے نہیں ظلم یہ ہے کہ اس کو نہیں حمایت بھی حاصل ہے صرف اور صرف یورپ کی مسکی اقوام کے تعلقات کو منظم و مرتب کرتا ہے۔

### یورپ کے انترینیشنل لاء یا ہنون جنگ و امن کا مقصد

یورپ کے میں الاقوامی قانون کا لب لب بہمن کے یہاں پہنچ (بیدائی ہاپاک) یا چاردا توں مغربی افواج کو حاصل ہیں۔

**پودی انسانیت کے لیے ہر آن کا آھنی ہنون**

میسوں صدی میں یورپ میں دیگر اقوام کو حقوق کا انسانی سلسلہ کی کڑی ہیں۔

اسلام کی بنیاد خدا کی وحدانیت اور تمام بینی توغ تقسیم کیا جائے اگر مفتوح قوم نسل اعتبار سے برابر سطح دیے جانے کے مقاصد

انسان کے درمیان برابری مساوات کے عقیدہ پر قائم کی ہے تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہو، کم درجہ کی ہے تو کیا سلوک؟ آج بھی مغرب کو مغرب و شرق کے

میں میوپل لاء (داخلی قانون) کے تحت کئے گئے ہیں جب مغرب کا عالمی نظام جو اقوام متعدد کی محل

ممالک و اقوام پر عاصمانہ بقہہ کر کے انسیں اپنی (بلاتفریق نسل و عقیدہ) عزت و احترام، مساوات

میں ہمارے سامنے ہے مغرب کی برتری کے تصور پر قائم ہے جس میں ایک نسل میلہ برش (جس کی

کالوینیاں بنا لیا تھا ان حقوق کے دیے جانے کا بنیادی و برابری اور جان و مال عزت و ابرو کے تمام ساوی

حقوق پر ایمان لانا فرض ہے، اسلام نے بلاتفریق آبادی ۲ کروڑ ہے) کا تماشناہ پوری نسل

سیاحت کی جھوٹی میں ڈالنے میں مد فراہم کرنا اور ان مذہب و عقیدہ، مہذب و غیر مہذب سب ہی کو یکساں انسانی (۲۰۱۰ء) کے فیصلے کو دیوٹو کر سکتا ہے اقوام

ممالک کے وسائل قدرتی و معدنی ذخائر کی لوٹ مخدود کے انسانی حقوق کے چارڑی کی بیرونی صرف کمزور

کھوٹ کے لیے اگر صدام دوسری کی فوجوں کوئی ویسی مدد ہے تو مغرب بیخ اختتہ کے جنوا کوئی ویسی

حقوق اور قوانین عطا کئے ان کی کوئی حقیقی یا نہیں کوئی ویسی کرتا ہے تو مغرب بیخ اختتہ کے جنوا کوئی ویسی

حقوق اور قوانین کو جو حقوق قرآن نے دیے

کوئی ویسی کرتا ہے تو مغرب بیخ اختتہ کے جنوا کوئی ویسی

کوئی ویسی کرتا ہے تو مغرب بیخ اختتہ کے جنوا کوئی ویسی

کوئی ویسی کرتا ہے تو مغرب بیخ اختتہ کے جنوا کوئی ویسی

کوئی ویسی کرتا ہے تو مغرب بیخ اختتہ کے جنوا کوئی ویسی

کوئی ویسی کرتا ہے تو مغرب بیخ اختتہ کے جنوا کوئی ویسی

کوئی ویسی کرتا ہے تو مغرب بیخ اختتہ کے جنوا کوئی ویسی

کی رائے مسٹر دکر کے اصحاب علم و تقویٰ کی رائے کمزور اقوام کو دھوکہ دینے کے لیے استعمال کرتی رہی کوا ختیار کیا۔

کے حقوق کی حقوقات کے لیے ہوتی ہے اسلام کا ضابطہ قانون ہمیشہ ترجیحی طور پر کمزور و مظلوم کی پشت پر کھڑا ہوتا ہے چنانچہ اسلامی شریعت کے سب سے بڑے مزاج شناس خلیفہ حضرت صدیق اکبر نے اقتدار میں الاقوای قوانین کو ایک الگ شعبہ علم کے طور پر متعارف کیا چنانچہ دوسری صدی ہجری (آنھویں و نویں صدی عیسوی) سے پہلے دنیا انٹرنسیشنل لاء کے تصور سے واقف نہیں تھی کہ قانون کے دو شعبہ ہیں (۱) ملکی قانون (۲) دوسرے میں الاقوای قانون۔ میں الاقوای قانون کے بانی مسلمان فقهاء ہیں، مغرب سڑویں صدی عیسوی کے ڈج قانون داں ہیکو گروشیں کو میں الاقوای قانون کا بانی قرار دیتا ہے جب کہ اس کی پیدائش سے تقریباً ۸۶ سال پہلے امام محمد بن حسن شیبانی نے سیر کبیر و جامع کبیر کے نام سے میں الاقوای قانون کے موضوع پر مفصل کتاب لکھی جو چھ خیم جلدیوں میں ہے اور اس وقت سے آج تک برابر ہر دور میں اسے پڑھا اور پڑھایا جاتا رہا اور اس سے بھی پہلے امام ابو یوسف کی کتاب المخراج انٹرنسیشنل لاء پر نہایت جامع و مفصل کتاب ہے اور اس سے بھی پہلے سیر شافعی، سیر او زاعی، سیر ابو عنفیہ میں الاقوای قانون کے موضوع پر وجود میں آچکی تھیں، مغرب کی فطرت و نفیات ہے کہ وہ جس چیز کو نہیں جانتا اس کے وجود ہی سے انکار کر دیتا ہے وہ نسل احس برتری کے تحت اپنے ہی کو پوری دنیا سمجھتا ہے یہاں بھی یہ ہوا اپنی جہالت سے مغرب نے ۹-۸ صدیوں بعد کے ہیکو گروشیں کو میں الاقوای قانون کا بانی قرار دے دیا۔

کنزور اقوام کو دھوکہ دینے کے لیے استعمال کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ انجمن اقوام (نیشن لیگ) پہلی جگ عظیم کے مغربی فاتحین کے مفادات کی محیل میں مفتودہ ممالک کے اموال و جائیداد کے بتوارے کے لیے مغرب نے وجود میں لا کی تھی اور UNO کا ادارہ دوسری جگ عظیم کے بعد انہی مقاصد و اغراض کے لیے وجود میں لا بیا کیا چنانچہ پہلا کام اس ادارہ سے جاپان، ترکی و فرانس کی غلائی پر مہریں لگوانے اور عربوں کے علاقوں کی بندربانث کا بیا کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ آج مغرب میں میوہل لام (معاذی قوانین) کے تحت جو حقوق حاصل ہیں اسلام نے یہ تمام حقوق بلکہ اس سے بھی آگے اپنے ائمہ عشل لام و مظلوم کو کبھی انصاف نہیں مل سکتا مظلوم کے سارے سہارے ختم ہو جاتے ہیں۔ آج دنیا میں بھی ہورہا ہے سب سے نمایاں مثال اقوام متحده کی ہے جس نے دینوں کیونکہ ایک تو اس کی سرشنست فطرت میں نسل پرستی داخل ہے دوسرے دوبارہ مغربی اقوام کی ناک میں نسل پرست صحیونوں نے اپنی غلائی کی تکمیل ڈال دی ہے عصر حاضر کی عالم گیریت درحقیقت نسل پرست صحیونی عالمگیریت ہے جس کا مقصود پوری انسانیت کوآل یعقوب (نی اسرائیل) کی نسل پرستی دانسائیت دشمن غلائی میں جکڑتا ہے، عصر حاضر میں امریکہ اور یورپین اقوام دوسرے ہوں کی حیثیت صحیونوں کے چاکر اور غلاموں سے زیادہ نہیں یہ وقت کا سب سے بڑا خطرہ اور الیہ ہے کہ اگر دنیا کی اقوام اور تمدنیوں نے بیدار اور متحدر ہو کر بر وقت نوٹس نہیں لیا تو اندیشہ ہے کہ دنیا پر عالمگیریت کے نام پر بورپ کے قوانین مظلوم (Dark Ages) کے نسل رہستانے

ضرور

**فلسفہ قانون اور عدل و انصاف کی ضرورت**

حقیقت دنیا پر پوری صور اتحاد رہوں ہے لہ رہ کی طاقت و راقواں، انسانی حقوق، مساوات و برادری، عدالت و انصاف کے خوبصورت الفاظ مخفی دنیا کی

☆☆☆☆☆

او در سب میے ہذا امتیاز کو بھی حاصل رہے، اسلام کا بڑے سے بڑا دشن اسے بجا طور پر دنیا کا پہلا تحریری دستور قرار دیا ہے بلکہ قرآن کے الہامی ہونے کا انکار کر سکا ہے مگر یہ نہیں کہ سکا کہ قرآن کا ضابط و قانون غیر واضح و غیر محسن ہے یا مطہ شدہ نہیں، یا قرآن میں کسی جگہ بھی رنگ ہے یا مطہ شدہ نہیں، یا قرآن میں کسی جگہ بھی دل، عقیدہ و مذہب کے اعتبار سے میں نوع انسان کے درمیان کوئی تفریق ہوئی ہے، قرآن کا آغاز ہی مہذب و محسن قانون سے ہوا، اسلام نے قرآن کو بھی مہذب و محسن پیش کر سکا، خیبر اسلام اور آپ کے خلفائے راشدینؐ بھی ہیں، خیبر اسلام اور آپ کے خلفائے راشدینؐ کے تمام معاهدوں کی دستاویزات بھی خوش قسمتی سے آج تک محفوظ ہیں جن میں اس دور کی پوری مہذب دنیا (ایشیاء، افریقہ، روسن) تینوں براعظموں کی اقوام و مذاہب اور تمام تمدنیوں کو حکمل مساوات و برابری کے حقوق دیئے گئے ہیں ان تمام دستاویزات کو عصر حاضر کے معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے چھ جلدیں میں ترجیب کر کے شائع کر دیا ہے جو دنیا کی ہر بڑی زبان میں دستیاب ہے، مسلمانوں نے ہر دور میں قرآن کے ضابطہ قوانین پر من و عن عمل کیا چنانچہ دور فاروقی میں سے سالاں اسلام حضرت ابو عبیدہ بن غنم نے افواج اسلامی کی کمان کرتے ہوئے صلح سے شام کا مشہور شہر دمشق فتح کرتے ہیں، دوسری طرف سے فاتح عالم حضرت خالد بن ولید اس شہر میں فاتحانہ داخل ہوتے ہیں دونوں کے گھوڑے جہاں آکر ملتے ہیں وہ شہر کے درمیان سب سے بڑا گرجا گھر ہے، قرآن کے قانون (مین الاقوامی) کی دفعات پر منشوں میں عمل درآمد ہو جاتا ہے شہر کے بیچوں نجع لکیر کھیج دی گئی آدھا شہر جو طاقت سے فتح ہوا تھا اس پر اسلام کے قوانین نافذ ہوتے ہیں اور آدھا شہر جو صلح سے فتح ہوا اس پر بدستور و من امپارٹ کے عیسائی قوانین نافذ رہتے ہیں جب اسلامی قوانین والا حصہ زیادہ عدل و انصاف، زیادہ مساوات و امن کا مظہر بنا تو عیسائی رعایا کے پر زور مطالبہ پر اس حصہ پر اسلامی قوانین کا نفاذ ہوا کیا اس کی کوئی نظری مغرب کی یا انسانیت کی پوری تاریخ میں پیش کی جاسکتی ہے۔

اسلامی قانون کی خصوصیت

**حاس:** کوپر کے تن نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

احمد ولی مجید.....

متحده کے زیر انتظام چلنے والے رفاقتی ادارے اور صحت عامہ کے مراکز اسرائیل کا بنے۔ حساس کی قیادت اور القسام بریگیڈ کے مجاہدین نے جس سرعت کے ساتھ اسرائیلی جارحیت جواب دیا اس کو اسرائیل سمیت پوری دنیا چھپا کوشش کر رہی ہے۔

اُوام و مل کی خصوصات اور طبائع و مزاج پر اگر ایک انسائیکلو پسڈ ماتاری کی جائے اور کسی قوم کو تکریرو فریب، دجل و تلبیس، وحشت و بربست، قتل و خوز بزی اور خود غرضی و خدا فراموشی کی 'عظیم خصوصیات' سے متصف کرنا ہو تو اس کے لیے "یہودی صفات" کی بیان، جامع و مانع تعبیر کافی ہو گی کہ آج ان خصائیں و صفات کے لیے "یہودیت" کا لفظ بلا تکلف استعمال کیا جانے لگا ہے، چند دنوں قبل غزہ پری میں "یہودیت" کے یہ جو ہر کھل کر سامنے آئے ہیں جس کا مشاہدہ دنیا نے کھلی آنکھوں کیا، لیکن تنہ شہداء غزہ کی سرگمیوں نے یہودیوں کی ایک اور ازالی صفت بزدلی، کو اجاگر کیا ہے، پر باؤ راسرائل کی عظیم فوجی طاقت کی بزدلی کا یہ عالم تھا کہ نبیت دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہونے کی دہشت نے ان رکنی طاری کر دی تھی اور وہ گرفتاری رخود کشی کو ترجیح دینے کی وصیت کر رہے تھے۔

قدرت نے ایک اور نگست اسرائیل کے اور حماس کا خاتمہ ہوگا۔ مگر اب نہ محمود عباس کو غزہ ماتھے پر لکھ دی۔ اہل غزہ کی استقامت، آنے کی توفیق ہوئی، نہ حماس کا خاتمہ اور نہ بھی صبرا اور مزاحمت نے ثابت کر دیا کہ اسرائیل کی ریاست اور طاقت مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ ۲۲ مردن تک اسرائیل آگ کے گولے بر ساتارہا، مخصوص بچے اور خواتین اس کا خاص ہدف رہے۔ لیکن بالآخر اس کو جنگ روکنی پڑی، اسرائیل نے جنگ کیوں روکی؟ کیا اس کو غزہ میں مخصوص بچوں کی لاشیں دیکھ کر رحم آگیا؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ اس نے تو ان ۲۲ مردنوں میں مردہ خاتونوں کو بھی نشانہ نہیا۔ اس نے اپنی پوری طاقت لگادی، قاسغورس بم استعمال کئے، زمینی فوجیں اتار دیں، لیکن اس کے ہاتھ کچھ نہیں آیا۔ اسرائیلی وزیر خارجہ زپی لیونی نے جن میں ۳۰۰ مخصوص بچے بھی شامل تھے۔ ۵۵۰۰ سے زائد افراد زخمی ہوئے جن میں ۲۲۵۰ بچے بھی شامل ہیں۔ مساجد، اسکول، کالج، سرکاری عمارتیں، اقوام کر کے رکھ دے گا۔ وہاں محمود عباس کی حکومت ہوگی

نہیں دے سکتی۔“ -

غزہ میں جہاں حماس کی قیادت نے اہل غزہ کے ساتھ رابطہ بحال رکھا وہیں حماس کی ذیلی تنظیم اقسام بریگیڈ نے اسرائیلی طاغوت کو دندان چکن جواب دیا، القسام نے انتہائی منظم ہو کر اسرائیلی جارحیت کو روکا، جنگ کے چوتھے روز القسام کے قائد ابو عبیدہ نے ایک ویڈیو پیغام میں خبردار کیا کہ القسام پوری قوت کے ساتھ اسرائیل کو جواب دے گی۔ القسام کے قائد نے کہا کہ غزوہ وہ نہیں جو ۲۰۰۷ء سے قبل کا تھا۔ اب غزہ میں تبدیلی آچکی ہے۔ اسرائیل غزہ میں اپنے پاؤں نہیں جا سکتا۔

ابو عبیدہ کے اس بیان کو بعض اسرائیل نواز اخبارات نے بڑک قرار دیا اور کہا کہ اب عنقریب حماس قصہ اس بیان کے قریب سر نہیں ہیں جہاں سے حماس پارینہ بن جائے گی۔ لیکن ۲۲ روز جنگ کے اگر حماس راکٹ حملے کرے تو اس کا کیا حل ہے؟

انتہروں یو شائع کیا، اس جزل کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے غزہ کی جنگ کی پلانگ کی تھی، اخبار میں دفاعی امور کے صحیونی تجزیے نکارنداز اتنی نے ان سے پوچھا کہ آیا یہ ایک معمولی جنگ تھی یا نے موجودہ جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ اسرائیل اہداف کے حصول میں ناکام رہا ہے، اس نے اذام لگایا کہ حماس کے پاس اسلحہ کا ایک ایسا ذخیرہ موجود ہے جو شام اور ایران نے فراہم کیا ہے۔ صحیونی تجزیے نکارنے لکھا ہے کہ حماس کے پاس ایسے بہت سارے افراد ہیں جو جنگی امور اور جدید عسکری تکنیکاً لوگی سے واقف ہیں اور حماس نے ایک چھوٹی آری بھی تکمیل دی ہوئی ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ حماس کے پاس ۱۵ ارب ہزار افراد پر مشتمل فوج ہے، اس نے دعویٰ کیا کہ غزہ میں ۳۰۰ کے قریب سر نہیں ہیں جہاں سے حماس اسلحہ کی ترسیل کا کام بآسانی کرتی ہے۔

(۱) حماس کے راکٹ حملوں کا سلسلہ جنگ کے آخری دن تک جاری رہا۔

(۲) جنگ سے کچھ حاصل نہ ہوسکا، اب

بعد جو نتائج سامنے آئے، انہوں نے ثابت کر دیا کہ (۳) اسرائیلی قیدی گیلا دشایت تا حال حکومت یہ ایک اسرائیلی تحریکی لگار کے خیالات ہیں خود جنگ میں شریک اسرائیلی فوجیوں کا کیا خیال حکومت اور القسام نے کس طرح منظم پلان کے ساتھ کے قبضے میں ہے۔ (۴) پوری دنیا میں اسرائیل کو خفت اٹھانی ہے، آئینے یہ جانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسرائیل کے ۷۷ مینک تباہ اور ۸۰ فوجی ہلاک ہوئے پڑھی ہے۔  
 جب کہ حماس نے دوا سرائیلی فوجیوں کو گرفتار بھی کیا۔ (۵) اس جنگ میں بے گناہ لوگوں کو قتل  
 ۲۱ دن تک غزہ میں رہنے کے بعد وہاں کی صورت  
 دلچسپ امر ہے کہ القسام نے جن اسرائیلی کا گما۔

میکوں کو تباہ کیا ان کی ویڈیو بھی انہوں نے جاری کی  
ہے، جب کہ بعض ایسی ویڈیو زبھی سامنے آئی ہیں جن  
میں اسرائیلی فوجوں پر حملے ہوتے دکھایا گیا ہے۔  
اس اسئلہ، اخیذات کا اعتراض، شکست  
میں غالب ہو جاتے تھے، ہمیں ایسا محسوس ہوا کہ  
الٹکر کھولنے میں کام اس ہو جائے گی۔

(۸) موساد نے اعتراف کیا ہے کہ جماں نے زمین کی تھبہ میں ایک مشتمل فورس ہے جس کو لگتے دعویٰ کیا تھا کہ اسرائیل اپنے اہداف حاصل کر لے جن سرگزتوں کو بنایا تھا ان کو تباہ کرنے میں ہم ناکام دینا مشکل ہے۔ (یدیعوت احرانوت ۱۹/ جتویری

کا، اب یہ بات لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اسرائیل ہو چکے ہیں۔ (یدیعوت احرنوت، بحوالہ الجزریہ ۲۰۰۹ء) شریط میں اقسام کے مجاہدین کے حصول میں زخمی ہوا۔ اسرائیلی اخبار کو اشرون یودیتے ہوئے وہ اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام رہا ۲۰ جنوری ۲۰۰۹ء)

دوسری جانب ایک اور اسلامی اجبار اس پاتھ اسرا راف میں ہے کہ زیر زمین سرجنگیں سوچ سے زیادہ بھادر اور ذہین تھے۔ شر بیط تے اس یہ یوٹ احریونوں نے ایک اسلامی فوجی جزل کا معاریف نے اعتراف کیا ہے کہ زیر زمین سرجنگیں ہے۔ امریکی اعلیٰ موساد کے ترجمان اخبار

Digitized by srujanika@gmail.com

## فاتح بيت المقدس

# سلطان صلاح الدين الايوبي

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی.....

انگلستان، فرانس اپنے اپنے ملک کو سدھا رئے، اور ان کے بڑے بڑے شریف اور معزز ساتھی ارض ایلیا میں خاک کا پہونڈ ہوئے، لیکن یہ وہم اس پر بھی سلطان صلاح الدین کا رہا، صرف ساحل عکھ کی محصری ریاست پر اس کا برائے نام عیسائی ماوسٹا شاہ حکومت کرتا رہا۔

تیری جگ صلیب میں تمام سکی دنیا کی مجموعی  
طاقت مقابلہ کرنے آئی، مگر صلاح الدین کی قوت کو

لش سے مس نہ کر سکی، ملاح الدین کی سپاہِ مجینوں کی  
خت مخت و جانفشاں اور برسوں کی مخدوش اور  
خطرناک خدمت کے بعد تھک کر چور چور ہو چکی  
تھی، مگر کسی کی زبان پر حرف شکایت نہ تھا، کبھی طلبی پر  
حاضر ہونے اور ایک نیک کام میں اپنی جانیں قربان  
کرنے سے کسی نے انکار نہ کیا، دریائے دجلہ کی دوسر  
دراز وادیوں میں ممکن ہے کہ سلطان کے تابع والیان  
ملک کے دل میں اس ہمیشہ کی طلبی کمک پر کچھ شکایت  
پیدا ہوئی ہو، لیکن بہر کیف اپنی اپنی فوجیں سلطان کی  
خدمت میں بڑی جاں نثاری اور نیک خواہی کے ساتھ  
لائے، آخری جنگ جوار سوف پر ہوئی، اس میں موصل  
کی فوجوں نے بڑی مرداگی اور جانتازی سے کام لیا،

ان تمام لڑائیوں میں سلطان کو ہمیشہ مصر اور عراق کی فوجوں سے مدد ملنے کا بھروسہ رہا..... اور یہی تقویت ملک شام کی شانی اور مرکزی فوجوں سے رہی، کرو، ترکان، عرب، مصری سب مسلمان اور سلطان کے خادم تھے، اور طلبی پر خادموں کی طرح سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے، باوجود دو اس کے کہ ان کی نسل و قوم جدا تھی، اور باوجود قومی چیزوں اور قبائلی غرور و تفاخر کے سلطان نے ان کو ایسا شیر و شکر بنارکھا تھا کہ تمام لشکر تن واحد نظر آتا تھا، سب ایک ہی لشکر کے رکن رہے، دو ایک مرتبہ اس میں شکر نہیں کہ ان کو متفق اور متحد رکھنے میں مشکلات جیش آئیں، اور بعض ہازک

صلیبی سیلا ب

بیت المقدس کی لمح اور ہلکن کی ذلت آمیز اختتام کا ذکر کراس طرح کرتا ہے:-

”جنگ مقدس خاتمه کو پہنچی، پانچ برس کی مسلسل رائیاں ختم ہوئیں، جولائی ۱۸۷۶ء میں ہلکن پر مسلمانوں کی نجح سے قبل دریائے اردن کے مغرب میں مسلمانوں کے پاس ایک انج زمین بھی نہ تھی، ستمبر ۱۸۹۲ء میں جب رملہ پر صلح ہوئی ہے، تو صور سے لے کر یاقاتک ساحل پر بجز زمین کی ایک پتلی سی پٹی کے سارا ملک مسلمانوں کے قبضہ میں تھا، اس صلح نامہ پر صلاح الدین کو شرمندہ ہونے کی مطلق ضرورت نہ تھی، صلیبیوں نے جو کچھ لمح کیا تھا، اس کا بڑا حصہ افرنجیوں کے یاس رہا، لیکن اگر صرف جان و مال کا طرف سے مدافعت کر رہے تھے۔

صلح اور سلطان کے کام کی تکمیل  
آخر پانچ برس کی مسلسل خوزیر و خون آشام  
جنگوں کے بعد ۱۹۲۱ء میں رملہ پر دو توں حریقوں میں  
جو تحک کر چور ہو گئے تھے، صلح ہوئی، بیت المقدس اور  
مسلمانوں کے مفتوحہ شہر اور قلعے بدستوران کے قبضہ  
میں رہے، ساحل پر عکھ کی مختصری ریاست عیسائیوں  
کے قبضہ میں تھی، اور سارا ملک سلطان صلاح الدین  
کے زیر نگرانی تھا، صلاح الدین نے جو خدمت اپنے  
ذمہ لی تھی، اور صحیح تر الفاظ میں جو کام اللہ تعالیٰ نے اس  
کے پردازی کیا تھا، اس کے ہاتھوں مکمل ہوا، عیسائی مورخ

بات کا اعتراف بھی کیا کہ غزہ میں موجود خندقوں نے نہ دی جائے، اہل غزہ سے ان پھلفاش میں کہا گیا تھا اور فلسطین میں اسرائیلی سفارتی کو ہولوکاست قرار دیا، اسرائیل کے حلیفوں کو بھی ٹکست ہوئی ہمارے کماڈروں اور سپاہیوں کو خوفزدہ کیا ہوا تھا، کہ جہاں ہی تمام خراپیوں کی جڑ ہے، اس کی وجہ سے دوریاں تو کام ممکن نہیں، اسی کی وجہ سے غزہ پر اور اس میں سب سے بڑھ کر مصر کا نام سانے ہمارے سپاہیوں کے دل میں یہ بات پیشی ہوئی تھی جنگ مسلط ہے، اگر جہاں نہ ہوتی تو غزہ آیا ہے، مصر کا شمار شروع سے ثالث ملک کے کر زمین کی تھے سے بھی کوئی نکلے گا اور ہمیں اچک طور پر رہا ہے، لیکن اس جنگ نے مصر کے اس کردار میں اقتصادی اور معاشری خوشحالی ہوتی، وغیرہ کوئی میں ملاڈا لہا اور مصر نے کھل کر اسرائیل کا ساتھ وغیرہ۔ اسرائیل کا یہ طریقہ جنگوں میں کوئی نیا طریقہ نہیں، لیکن یہ حرہ بھی اہل غزہ نے ناکام کر دیا، عرب دنیا میں مصر کے اس کردار کو نفرت کی نگاہ میں یونانی شخصیتی ملکہ بن کر کوششیں اس جنگ کو جیتنے کی اسرائیل نے ہر ممکن کوشش سے دیکھا حارہ میں۔

کی ہے، اس میں ہر قسم کا اسلو استعمال کیا، ہر قسم کا اصرائیلی شکست کا ایک اور پہلو طریقہ اختیار کیا، مگر اہل غزہ کی پامردی کو ختم نہ کر سکا، اسرائیل نے جب یک طرفہ جنگ بندی کا اعلان کیا تو اسرائیلی وزیر اعظم ایہود اولمرٹ اور وزیر جنگ ایہود باراک کے چہرے پر خوشی کے بجائے شرمدگی کے آثار نمایاں تھے، بظاہر چہروں پر مسکراہٹ تو تھی مگر ۲۲ روزہ جنگ سے جو کامیابی ان کو ملی وہ صرف اور صرف مخصوص بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی صورت میں تھی۔ ایہود اولمرٹ کے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں، اس جنگ میں اسرائیل جس پر اپنے پروگرام چلاتا شروع کر دیئے، عربی زبان اس کے انداز سے ناکامی سے دوچار ہوا ہے، اسے ایک ایک مستقبل پر منفی اثرات مرتب ہوں گے، یاد رہے کہ قیادت بھاگ چکی ہے، فلاں قتل ہو چکا ہے، اہل غزہ کر کے بیان کرنے سے واضح ہو جائے گا کہ یہ جنگ اس کی آخری جنگ تھی۔

اسرايیل کی ناکامی واضح ہے، اگرچہ اس کے میں ہوتا ہے۔ ایک اور یہودی تجزیہ نگار آنی ہلامیم رہنمای اس بات کو حلیم نہیں کرتے، مان لیا جائے کہ یہ جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ میں الاقوامی تعلقات عسکری ناکامی نہیں، لیکن سیاسی ناکامی تو ضرور ہے، عامہ کا پروفیسر ہے، کہ کہنا ہے کہ یہ بات ثابت ہو گئی تین ہفتوں تک چلنے والی جگہ میں حماں سفید ہے کہ اسرايیل دہشت گرد ریاست ہے، وہ سیاسی اہداف حاصل کرنے کے لیے نہتے عوام کو مارنے سے گریز نہیں کرتی، اس کے سامنے دنیا کا قانون کوئی اہمیت نہیں رکھتا، تیکون میگزین کے ایڈیٹر امریکی یہودی ربی مائل لیوز کا کہنا ہے کہ اسرايیل کی بیوقوفی دیکھ کر میرے دل میں آگ دکھ رہی ہے۔

اسرايیل کی ناکامی واضح ہے، اگرچہ اس کے میں ہوتا ہے۔ ایک اور یہودی تجزیہ نگار آنی ہلامیم رہنمای اس بات کو حلیم نہیں کرتے، مان لیا جائے کہ یہ جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ میں الاقوامی تعلقات عسکری ناکامی نہیں، لیکن سیاسی ناکامی تو ضرور ہے، عامہ کا پروفیسر ہے، کہ کہنا ہے کہ یہ بات ثابت ہو گئی تین ہفتوں تک چلنے والی جگہ میں حماں سفید ہے کہ اسرايیل دہشت گرد ریاست ہے، وہ سیاسی اہداف حاصل کرنے کے لیے نہتے عوام کو مارنے سے گریز نہیں کرتی، اس کے سامنے دنیا کا قانون کوئی اہمیت نہیں رکھتا، تیکون میگزین کے ایڈیٹر امریکی یہودی ربی مائل لیوز کا کہنا ہے کہ اسرايیل کی بیوقوفی دیکھ کر میرے دل میں آگ دکھ رہی ہے۔

اسرايیل کی ناکامی واضح ہے، اگرچہ اس کے میں ہوتا ہے۔ ایک اور یہودی تجزیہ نگار آنی ہلامیم رہنمای اس بات کو حلیم نہیں کرتے، مان لیا جائے کہ یہ جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ میں الاقوامی تعلقات عسکری ناکامی نہیں، لیکن سیاسی ناکامی تو ضرور ہے، عامہ کا پروفیسر ہے، کہ کہنا ہے کہ یہ بات ثابت ہو گئی تین ہفتوں تک چلنے والی جگہ میں حماں سفید ہے کہ اسرايیل دہشت گرد ریاست ہے، وہ سیاسی اہداف حاصل کرنے کے لیے نہتے عوام کو مارنے سے گریز نہیں کرتی، اس کے سامنے دنیا کا قانون کوئی اہمیت نہیں رکھتا، تیکون میگزین کے ایڈیٹر امریکی یہودی ربی مائل لیوز کا کہنا ہے کہ اسرايیل کی بیوقوفی دیکھ کر میرے دل میں آگ دکھ رہی ہے۔

اسرايیل کی ناکامی واضح ہے، اگرچہ اس کے میں ہوتا ہے۔ ایک اور یہودی تجزیہ نگار آنی ہلامیم رہنمای اس بات کو حلیم نہیں کرتے، مان لیا جائے کہ یہ جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ میں الاقوامی تعلقات عسکری ناکامی نہیں، لیکن سیاسی ناکامی تو ضرور ہے، عامہ کا پروفیسر ہے، کہ کہنا ہے کہ یہ بات ثابت ہو گئی تین ہفتوں تک چلنے والی جگہ میں حماں سفید ہے کہ اسرايیل دہشت گرد ریاست ہے، وہ سیاسی اہداف حاصل کرنے کے لیے نہتے عوام کو مارنے سے گریز نہیں کرتی، اس کے سامنے دنیا کا قانون کوئی اہمیت نہیں رکھتا، تیکون میگزین کے ایڈیٹر امریکی یہودی ربی مائل لیوز کا کہنا ہے کہ اسرايیل کی بیوقوفی دیکھ کر میرے دل میں آگ دکھ رہی ہے۔

اسرايیل کی ناکامی واضح ہے، اگرچہ اس کے میں ہوتا ہے۔ ایک اور یہودی تجزیہ نگار آنی ہلامیم رہنمای اس بات کو حلیم نہیں کرتے، مان لیا جائے کہ یہ جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے شعبہ میں الاقوامی تعلقات عسکری ناکامی نہیں، لیکن سیاسی ناکامی تو ضرور ہے، عامہ کا پروفیسر ہے، کہ کہنا ہے کہ یہ بات ثابت ہو گئی تین ہفتوں تک چلنے والی جگہ میں حماں سفید ہے کہ اسرايیل دہشت گرد ریاست ہے، وہ سیاسی اہداف حاصل کرنے کے لیے نہتے عوام کو مارنے سے گریز نہیں کرتی، اس کے سامنے دنیا کا قانون کوئی اہمیت نہیں رکھتا، تیکون میگزین کے ایڈیٹر امریکی یہودی ربی مائل لیوز کا کہنا ہے کہ اسرايیل کی بیوقوفی دیکھ کر میرے دل میں آگ دکھ رہی ہے۔

رکھی بھی ایسا بھی ہوتا کہ سلطان کی صحیح رائے پر اس  
موقع ایسے بھی آئے کہ ان کی طبیعت میں فرق پیدا  
ہوتا معلوم ہوا، باوجود یا قاپر فوج کے تردید کے یقین  
عطف انسل قمر ۱۹۲۶ء کے موسم ریف تک سلطان  
کے حکم کے تابع رہیں، اور جس طرح ۱۸۸۷ء میں ہبھی  
سلطان پر کسی دوسرے کی رائے سے زیادہ اثر کیا ہو،  
سلطان کی طرف اشارہ ہیں کر سکتے کہ اسکی رائے نے  
عطف خدا کی راہ میں کام کرنے کا نجیس طلب کیا تھا، اسی  
طرح اخیر تک راہ مدد میں وہ کام کرتی رہیں، اس تمام  
زمانہ میں نہ سلطان کا کوئی صوبہ اس سے محرف ہوا  
اور ہوشیار قاضی بھاتا اور وفا شعار معتدلو زیر، متحسب  
وزیر کی طرف اشارہ ہیں کر سکتے کہ جہاد کیا  
اوہ کسی ماتحت مردار یا بانج گزاری است نے اس  
سے بعثت کی، گو جو تقدیمات ان کی خیر خواہی اور جما  
نے آقا کی بڑی تندی اور خیر خواہی سے اپنی اپنی  
دن مسلمانوں کی تاریخ میں نہیں آیا، قلعہ، شہر اور تمام  
دینا پر ایک وحشت سی بر تھی، اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم  
میغوط سے مضبوط اعتقاد اور تقدیمات کی طاقت کو بھی  
آزمائش میں لا کر ہرا دیتی، صرف عراق میں سلطان  
کوئی بھی ایسا نہ تھا، جو اس بات کو بھولا ہو کہ آقا کون  
کہ ایک عزیز کی سرکشی کی مثل جس کی اصلاح فوراً  
محانی لے کر روی گئی، اسکی ہے جس کا استثناء اس اثر کو  
وقت میں صرف ایک دل اور ارادہ تھا، جو سب پر حادی  
اور کلف کی باتیں ہیں، لیکن اس دن معلوم ہوا کہ یہ  
تحقیق، اور یہ دل اور ارادہ سلطان صلاح الدین کا تھا۔

**وہاں**  
بالآخر اپنا مقدس فریضہ ادا کر کے اور عالم اسلام  
کو صلیبیوں کی غلامی کے خطرہ سے محظوظ کر لیا جائے، اب  
پہاڑوں سے لے کر حصارے نوبت بک بذات واحد  
۷۲ صفر ۵۵۹ھ کو اسلام کا یہ قادر فرزند دنیا سے  
حرکرا رہا، اور ان حدود سے بھی دور کر دستان کا پادشاہ  
کر رکھتا تھا، جب جگ ش سالہ کی یہ آزمائش اور

رخصت ہوا، اس وقت ان کی عمر ستاون سال کی  
قطخطیہ کا قصر اس بات کا شوق رکھتا ہے کہ صلاح  
الدین کو پانادوست اور مدد و معادن سمجھیں، لیکن صلاح  
وقات کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"۷۲ صفر کی شب کو جو سلطان کی علاالت کا  
چھوڑی تھی، ان کی مجتہد و مدفن میں ایک پیسہ بھی ان  
احسان نہ ہوا، اس کی مدد کو نہ آئے مبارک باد دینے  
البتہ حاضر ہوئے یہ کل کوش صرف صلاح الدین نے  
کیا گیا، یہاں تک کہ قبر کے لئے گھاس کے پولے  
بزرگ ٹھنچ تھے، زحمت دی گئی کہ رات کو قلعہ میں  
زمانہ میں طور پر سب کے سامنے آیا مکن نہیں کہ  
کوئی شخص کسی ایک پسالار یا مشیر کو بتائے جس کی  
نیت کہ سکن کرو سلطان کا مشیر یا صلاح کارہوک  
ہوں اور ان کو تلقین کر لیں، اور اللہ کا نام لیں، رات کو  
سلطان ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سفر کے لئے پارکا ب  
وعادات، اور خصوصیات میں لکھتے ہیں:-

"سلطان نہایت صحیح العقیدہ، راجح الاعتقاد  
یہاں تھی، جو معاملات بجگ میں مشورہ دیتی تھی، او  
یہیں، شیخ الیخفر ان کے پاس پہنچتے ہوئے، تلاوت

سلان تھے، عقائد میں اہل السنۃ والجماعۃ کے ہم  
میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے، اور ان شاء اللہ وہ  
اوہ اس کا برا حرام کرتے تھے، حدیث کی قراءت کے  
وقت لوگوں کو حرام ایسے جانے کا حکم دیتے، اگر کوئی  
ملک وہم اعتقاد، نماز و واجب کے بڑے پابند، ایک  
مفید ہوگی، وہ یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع  
موقع پر فرمایا کہ سالہ سال ہو گئے، میں نے ایک نماز  
علیٰ سلسلہ حدیث کا شیخ ہوتا، تو خداوس کی مجلس میں  
کریں، اور اس سے گزگزا کر دعا مانگیں، اور یقین  
بھی بے جماعت نہیں پڑھی، حالتِ مریض میں بھی امام  
رجیس کو وہی یہ مہکل آسان کر سکتا ہے، فرمایا کہ اس کی  
اگر کسی حدیث میں کوئی عبرت کی بات ہوتی تو آنکھیں  
کیا ترکیب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آج جمعہ کا دن  
کو بلایت، اور بخلاف کھڑے ہو کر نماز پڑھتے، سنن  
پرم ہو جاتیں، عین میدان جنگ میں بعض مرتبہ وہ  
رواب پر مدد ملت تھی، رات کو حتی الامکان توفی  
صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر حدیث کی ساعت کی  
اقصی میں اس مقام پر نماز پڑھیں جہاں سے حضور صلی  
پڑھتے، اگر رات کے نوافل رہ جاتے تو (شافعیہ کے  
ملک کے مطابق) نماز فجر سے پہلے ادا کرتے، ان کو  
کہ یہ وقت خاصِ فضیلت کا ہے، وہی شعائر کی بڑی  
اللہ علیہ وسلم مرحوم جس کے مطابق نماز فجر سے پہلے کسی  
آخوندی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا،  
معتبر آدمی کے ذریعہ بالکل پوشیدہ طور پر کچھ صدقہ  
کریں، پھر اذان واقامت کے درمیان دور کعت نماز  
مrf تن دن جن میں ان پر نیہو شی طاری رہی؟ زکوہ  
صاجزادہ الملک ظاہر نے قتل کروا یا ان کو خدا پر بڑا  
کریں، پھر اذان واقامت کے درمیان دور کعت نماز  
زپھ ہونے کی ساری عمر نوبت ہی نہیں آئی، اس نے  
بھروسہ اور اس کی ذاتِ عالیٰ کے ساتھ بڑا حسن ظہر تھا،  
کئھن گھریوں اور رنائز اوقات میں اللہ تعالیٰ کی  
دعا کی قبولیت کی خردی گئی ہے، اور بجدہ میں سرکھ کر  
زکوہ فرض ہو، ان کی ساری دولت صدقات و خیرات  
طرف رجوع اور دعا و مناجات کی عادت تھی، ایک  
میں خرچ ہوئی، صرف ۷۲ درہم ناصری اور ایک سونے  
مرتبہ بیت المقدس کو صلیبی افواج کی طرف سے جو  
صرف بھی سپارا رہ گیا ہے، کہ تیرے آستانہ پر سرکھ دیا  
کامکھ چھوڑا، باقی کوئی جانکاری ملکیت نہیں چھوڑی،  
اس کے قریب مجھے تھیں، سخت خطرہ لاحق تھا، سلطان  
رمدان میں روزے کے سخت پابند تھے، پچھر روزے  
کو بیت المقدس کی بڑی فکر تھی، اور وہ کسی طرح بھی  
ان کے ذمہ باتی تھے، قاضی فاضل کی یادداشت میں  
صرف تیرا بھروسہ ہے اور تو یہ میرا حادی و ناصر ہے مجھے  
تریخ تھے، وفات سے پہلے پہلے بڑے اہتمام سے وہ  
جاڑوں کی راتیں تھیں، میں تباہ خدمت میں حاضر تھا،  
سب روزے تقاضا کئے، معانج نے ہر چند منع کیا، لیکن  
سلطان نے ایسا ہی کیا، میں نے اپنے معمول کے  
فرمایا کہ کل کا حال مجھے معلوم نہیں چنانچہ ان کی تقاضا کے  
تمی، رات بھر جائے رہنے کی وجہ سے مجھے اندر یہاں  
بعدی خود تقاضا کر گئے۔

چھوڑی ہی دیر میں موزن نے صحیح کی اذان دی، میں  
کہ ان کا مزاج ناساز ہو گئے کا، میں نے عرض کیا کہ  
بھوگتی ہے، اور جائے نماز پر آنسو پش پگر ہے ہیں،  
کچھ دیر آرام فرمائیں، فرمایا شاید تمہیں نیدنے سایا  
میں نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا دعا کی، اسی دن سے  
ان کی دعا کی قبولیت کے آثار ظاہر ہونے لگے، صلیبی  
نوبت نہیں آئے پائی۔

قرآن مجید نہیں کا بڑا شوق تھا، کبھی بھی اپنے  
فوجوں میں انتشار و اخطراب پیدا ہوا، پے در پے  
اطھیناں بخش اطلاعیں آتی رہیں، یہاں تک کہ دو شنبہ کی  
برج میں پہرہ داروں سے دودوئیں تین، چار  
چار پارے سن لیتے، بڑے خاشع، خاضع، رفق  
فرمایا کہ میں نے چیکی بھی نہیں لی، ہم نماز میں مشغول  
القلب تھے قرآن مجید سن کراکٹر آنکھوں سے آنسو  
جاری ہو جاتے، حدیث نہیں کے بڑے شائق تھے، ہو گئے، مجھے ایک خیال آیا، اور میں نے عرض کیا کہ

## عصری مسائل کے حل کے لیے

## مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی خدمات

## مُحَمَّد حَسْنِي نَدْوِي....

نام پر شروع کی گئی جس کا اجراء اپریل ۱۹۷۶ء میں، اور اس میں خصوصیت کے ساتھ مسلم محلوں کو نشانہ بنا یا گرفتار کرنے کے ترکمان گیٹ کے محلہ میں جہاں زیادہ تر مسلم آباد تھے، جہاں ان کے قدیم طرز کے بڑے چھوٹے مکانات اور نئے طرز کے مکانات جن میں ایرکنڈ یونیورسٹی بھی تھے منہدم کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا اور جب اس حکم کے روائے کی بڑے بیانات پر درخواست کی گئی۔

اللہ کی راہ میں اور اس کے کلک کے اعلاء و سر بلندی جذبات اور ہوش و حواس، جوش اور حکمت و پیغمبرت  
کے لیے اور اس کے دین متن کو کمی و زیادتی سے محفوظ کو ساتھ لے کر چلتے ہوئے حصہ لیا، اور چهار جانب اپنے  
روہے تھے، مردوں پر سکتہ طاری تھا، بالآخر کسی بات کے نزد میں اشխم اسلام کی حفاظت و بیان کے فیوض کو بکھیرا۔

لے رضاۓ الہی کی خاطر سی بیٹھ سے کام لینے اور دینی فیملی پلافنگ کے پس منظور میں  
وعلی اغراض و مقاصد کی حصول یا بی کے لیے مشقت انسانیت سوز مظلالم کے خلاف انتباہ  
حدیث میں افضل اجہاد عالم و حاکم و فرمائروالا

اگلے روز ایک جملہ بھی اس پر لکھا اور کہا جاتا، ایک دوسرے محلہ میں بھی جہاں کشیر تعداد میں مسلمانوں کے جھونپڑی نما مکانات اور دکانیں تھیں ایسا ہی کیا گی مشہور اور منصف صحافی کلید پ نیر صاحب کا اندازہ لکھ کے بارے میں یہ سامنے آیا کہ دس ہزار عمارتیں ملبہ میں تبدیل کر دی گئیں، اس کے علاوہ بعض بعض جگہوں اور شہروں کے کئی کئی مکانات زمین کے برابر کر دیے گئے، حکومت کی آمریت اور اس کا ظلم و جور اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ جو اس کے ان اقدامات کی مخالفت کر اُسے جیل بھیج دیا جاتا، مولانا سد الوالحر، علی عدوی کے کے سامنے کہہ حق کو کہا گیا ہے، اس سلسلہ میں ایک مثال رقم پیش کرتا ہے جسے کاروان زندگی حصہ دوم میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے یہ کہ ملک ہندوستان میں ایمن جنسی کا نفاذ کر کے خائدانی منصوبہ بندی کے پروگرام کے تحت جس کی داعی اور مجرک اندر اگاندھی تھیں اور اس پروگرام کو نافذ کرنے والے انہی کے فرزند بخے گاندھی تھے، جب یہ انسان کو انسان سے ہی سامنا اور مقابلہ کرنا پڑتا ہے، چھوٹی تعداد بڑی تعداد سے، کمزور طاقتور سے، کم حیثیت والا بڑی حیثیت والے کے مقابلہ ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسا عمل میں از برداشت کے بعد، سمجھی تھا اس کا اگر اور انتہا،

جاری رہتا ہے، حدیث میں آیا ہے ”الجهاد ماض الی برم القیامۃ“ خوش نصیب ہیں وہ لوگ اور جماعت جو اپنے کو اس کے لیے بیٹھ کر لیتے ہیں، اور اس کے لیے قربانی نینے سے گرینز نہیں کرتی، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی مددی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں اس کے سچح مصدق نظر آتے ہیں، جنہوں نے ”داسے درے قدے خن“، زبانی، جسمانی، مالی، قلمی ہر اعتبار سے موقع اور حالات کا لحاظ و خیال کرتے ہوئے خطرات اور میدالوں کے تنوع و اختلاف کو مد نظر رکھتے ہوئے

اور دو توک گفتگو  
ان حالات میں حضرت مولانا سید ابو الحسن علی

۲۳

دوی کہ جن سے نس بندی کے عمل کے جواز و محتت کی  
ناہیں حاصل کرنے کی ناکام کوششیں ہو چکی تھیں، یہاں  
تک کہ اس وقت کے صدر جمہوریہ ہند کی دعوت بھی اس  
مللہ میں کارگر نہ ہو سکی تھی، اور مولانا نے ان کی دعوت  
پر لئے کے بجائے الگ سے اپنے طور پر ملاقات کو ترجیح  
دی تھی جس میں نہ صرف ایک دعویٰ عزیمت کا پہلو مضر  
قابلاً دعویٰ حکمت و بصیرت بھی کارفرما تھی کہ مددو کو اپنی  
بات مخالفی اور جرأت سے کہنے میں دشواری اور رکاوٹ  
کا سامنا کرنا پڑتا ہے، صدر جمہوریہ کے یہاں  
وہ صدیقیج کرموزت نامہ پیش کر دیا  
اور بعد میں وزیر اعظم ہند سے خصوصی ملاقات کا وقت  
طلب کر کے دہلی جانے کا فیصلہ کیا، اور ایک واضح  
و مفصل خط انگریزی میں ترجمہ کرائے کر ساتھی  
کا بعض مصلحتوں کی بنا پر پرائم فشر ہاؤس کے بجائے  
راشر پی بھون (صدارتی محل) میں ملاقات کا پروگرام  
لے پایا، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ آنکھ کی بینائی مکاٹر  
ہونے کی وجہ سے ساتھ میں اپنے بھانجہ مولانا  
سید محمد راجح صنی ندوی مدھلہ کو جو کہ اب ان کے جانشین  
ہیں لے گئے، زیگاہ کی کمزوری کا اندازہ اس بات سے لگایا  
جاتا ہے کہ پرائم فشر سامنے کھڑی تھیں اور مولانا  
محبوں بھی نہ کر سکے تھے، خود انہی کے بقول راجح نے  
یہ کہہ کر متوجہ کیا کہ ماموں جی! پرائم فشر آپ کے  
مانے کھڑی ہیں، مولانا نے آداب کے بعد متوجہ ہو کر  
کہا کہ کیا خدا آپ کو حمد ہے بمحض گئے جسم ایسا

دیا گیا ہے۔ مولانا حسب پروگرام وہاں پہنچے، گفتگو  
کے ساتھ وہ خط پیش کیا جس میں ملک و ملت کے سائل  
کو اہمیت اور سکنی سے پیش کیا گیا تھا، مولانا نے اس  
بات پر زورڈا لا کر وہ خط ان کے سامنے ہی پڑھ لیں،  
جب وہ خط پڑھ چکیں تو مولانا نے پھر اپنی گفتگو پوری  
جرأت و بے باکی اور صداقت و عدالت کے ساتھ شروع  
کی، جس میں انہوں نے ایک جنسی سے ملک میں  
پیدا شدہ بدتر صورت حال، یا اس وہ راست  
و سر ایسکلی کو پوری وضاحت سے بیان کیا اور یہاں تک  
کہا کہ کتنی شرم کی بات ہے کہ لوگ اب برملا انگریزوں  
کے زمانہ کو یاد کرتے ہیں، اور اس کی آرزو کرنے لگے  
ہیں، جب کہ خط میں مولانا نے نس بندی پر عمل کرنے کی  
مہم کے مکمل و قوی نقصانات انسانی حقوق کی خلاف ورزی  
اور اس سلسلہ میں ان کو ایک مکتب روائہ کیا جس میں  
انہوں نے یہ باور کرایا کہ فرقہ پرستی اور جارحیت و تشدد  
کے کھلے رجحانات کے سلسلہ میں ادنیٰ سی رعایت، لیکن  
اور نرمی جس سے وقت طور پر خواہ کچھ فائدہ ہے وہی وہی جائے یا  
پریشانی سے بچا جاسکے ملک کو زمین دوز اور دھن کر خیز سرگرمیوں  
کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا ہے جو بالآخر ملک کو لے  
ڈوبے گی، اور آخر میں ہرے لیخ انداز میں یہ نصیحت کی  
کہ ایک بات ایک ذہنی انسان اور تاریخ عالم  
اور سیاست قدم و جدید کے ایک طالب علم و مصنف کی  
حیثیت سے اور کہتا چاہتا ہوں کہ تاریخ و تجربہ نے ثابت  
کر دیا ہے کہ سب سے بڑی سیاست "خلوص" بے آخر  
میں اسی کی فتح اور اسی کے حامل کو کامیابی حاصل ہوئی  
ہے اور وہی ہوشیار ہے، جو دشمنوں کو دوست اور دوستوں  
کو فدائی بناتا ہے، مولانا مدھلہ نے ملک میں چلی ہوئی  
دوسری برائیوں کا بھی ذکر کیا جن کا ازالہ حکومتی سطح پر عی  
مکن تھا، اس میں انہوں نے اخلاقی اتار کی، رشوت کی

ملاقات کے لیے وقت مانگا گیا تھا، انہوں نے علمی  
نماہر کی، مگر مولا نا نے سرسری ملاقات کے اس موقع  
کو ملت اسلامیہ اور دین اسلام کو درپیش سائل کے حل  
کے لیے کافی نہ سمجھایے کہہ کر الگ سے وقت مانگا کر مجھے  
پہنچ ضروری باتیں کرنی ہیں، انہوں نے دہلی میں ان کی  
مدت قیام، پتہ اور ٹیلی فون نمبر دریافت کر کے ملاقات کا  
اتتہ تانے کا وعدہ کیا، چنانچہ مولا نا اپنی قیام گاہ پہنچے  
بعد اندر اگامی جو اس عہد کی وزیر اعظم تھیں حضرت  
وجائیں راجیو گاندھی ہوئے، جن کے عہد میں دوسرے  
برسر اقتدار نہ آپا تی لیکن لگت خور دگی کے  
راست میں ہی تھا کہ مکتوب الیہ کا سانحہ قتل ہیش آگیا،  
مگر افسوس کہ ۲۲ ماہ کا لکھا وار سال کروہ خط  
اویج نجیخ، عدم مساوات کا خصوصیت سے ذکر کیا تھا۔  
اس گفتگو اور ملاقات کو پانچ ماہ بھی نہیں گزرنے  
خود غرضی، ظلم و تشدد کے رجحان، فرقہ وارانہ فسادات  
گرم بازاری، لوٹ کھوٹ، ہمدردی کا نہداں

## صہیونیت کا مکروہ چہرہ دکھانے میں

### "رامتان" کا کردار

پابندی کے بیش نظر بائیکس روزہ جنگ کے دوران "رامتان" نے اپنی خوب بیجان کرائی ہے۔

۲۷ نومبر کو اسرائیل نے جب غزہ پر حملوں کا آغاز کیا تو اسی لمحے رامتان نے غزہ سے ان کی تباہ کاریوں کی برسز میں رواہ راست، لا ٹینکری کو رج شروع کر دی تھی، ایک چھتے بعد جب اسرائیلی فوج نے اور اسرائیلی جارحیت کے زبردست حادی ڈیبل دن رات محنت کر کے صہیونی درندگی کے مناظر دنیا نیکوں کے ساتھ زمینی کارروائی کا آغاز کیا تو رامتان کی ذمہ داریوں میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

رامتان غزہ میں اسرائیلی فوج کے خفائی حملوں

چند سال قبل مشہور صہیونی قلم کار جنگجو کے صحافیوں کی نیوز اینجنسی "رامتان" کا تھا جس نے

کردی تھی، ایک چھتے بعد جب اسرائیلی فوج نے

اور اسرائیلی جارحیت کے میں کا ایک مضمون نظر سے گزر اس میں انہوں بھر کو دکھائے۔ اسی میلیں دیکھ کر اس شبی خصوصاً

نے لکھا تھا کہ اب وہ وقت گز رگیا جب جنگوں کے الیکٹریک میڈیا کے حوالے سے کیا پلانگ کرنی

اوپر قبضہ خانے سے بسیاری کے مناظر کی چار سختے

نیط میدان جنگ میں موجود پاہیوں کے ذریعے ہوا چاہئے یہ سوچنا اسلامی تحریکوں کے قائدین کا کام

کرتے تھے، اب جنگوں کے فعلے اخبارات کے ہے۔ قارئین کی معلومات کے لیے غزہ کی نیوز

منفات اور ای وی جنگلوں کی اسکرین پر پورٹر، سب اینجنسی "رامتان" کا تعارف اور اسرائیلی جارحیت

ایمیٹر، ایمیٹر اور نیوز پر وڈیو سرز اور ناک شوز کے کے دوران اس کی کارکردگی پر مشتمل ایک منقري

بیزان کیا کرتے ہیں۔ یہ جملہ انہوں نے دنیا بھر۔ رپورٹ العربیہ ای وی کے شکریہ کے ساتھ چیز کی

رامتان کے تین رکنی صحافتی عملے نے اپنی

کے صہیونیوں کو اپنے دشمنوں (مسلمانوں) کے جاری ہے۔

خلاف اس میدان جنگ میں اترنے کی ترغیب دیتے

جنوں کو خطرے میں ڈال کر پورے بائیکس روزہ بڑی

کے لیے لکھا تھا۔ دنیا کے با اثر میڈیا پر یہودیوں کا

محنت، لگن اور جنگی کے ساتھ دن رات کام کیا

تھا ہے اور جہاں کہیں ان کو اپنی پوزیشن غیر معمکم

اور ان کے کمرے ہر لمحے ہی چلتے رہے ہیں اور وہ

نظر آتی ہے وہاں وہ منصوبہ بندی کے ساتھ اترتے

اپنے نیوز ڈیکس سے اس وقت تک نہیں اٹھتے

جب تک سوری، بخہر کھل نہیں ہو جاتی تھی۔

غزہ شہر میں رامتان کے دفتر سے صرف ایک

کلو میٹر کے قابلے پر اسرائیلی ٹینگ کھڑے تھے

اعلان ہے جو ان صہیونیت مخالف بلگز کا مقابل

مختلف انداز میں صہیونی چہرہ دیکھنے کا موقع ملا ہے۔

اور صہیونی فوج کی بسیاری سے جہاں غزہ کی

کرنے کے لیے کیا گیا جن پر اسرائیل کی مسلط کردہ جنگ

غاریبی کی غرض و غایت اور اقدامات پر بھر پورہ ڈالی۔ بھاذیں مخدوم و کرم حضرت مولانا سید محمد راجح حنفی

مولانا ابو الحجاج صاحب نے پروگرام کے آغاز میں اپنی علی زندگی کے سفر کو تفصیل سے بیان کیا، انہوں نے مولانا واعظ رشید حنفی ندوی (معتمد تعلیم عدوۃ العلماء) کی قدم اپنے

اس تالیف جدید کی غرض و غایت اور اقدامات پر بھر پورہ ڈالی۔ بھاذیں مخدوم و کرم حضرت مولانا سید محمد راجح حنفی ندوی دامت برکاتہم نے اپنے صدارتی خطاب میں

اتے اس کے لیے اصول تحقیق کو سامنے رکھا اور اس کا مطالعہ مفید ہوتا ہے، مولانا ابو الحجاج صاحب کی یہ کوشش اس سلسلہ میں انشاء اللہ مفید و شر آور ٹابت ہو گی۔

اور ٹلب کی بڑی تعداد نے تحریک کی۔

رامتان اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

رامتان کے مدیر اعلیٰ شہدی الاکاشف کا کہتا ہے

جس سے غیر ملکی صحافیوں کے غزہ میں داخلے پر

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا اور اسرائیل کی

نامنی وی جنگلوں جن ویرول کو دکھارے تھے۔ ان

کے ساتھ اسکرین پر ایک "لوگو" نظر آرہا تھا جو غزہ

کا "رامتان" کا لوگو بھی نہ مودار ہوتا تھا

نیا ہے لمحے جب نام ان کا

# سیرت کے سدا بہار موضوع پر ایک نئی کتاب

”رہبر انسانیت“ مؤلفہ حضرت مولانا سید محمد رابع حنفی ندوی

پروفیسر محسن عثمانی ندوی

توازن کو وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جس کی نظر دین  
کے مزاج پر بھی ہو اور مختلف جماعتیں اور اداروں  
کے مزاج پر بھی ہو یہ بالکل ممکن ہے ایک شخص  
عبادت گزار ہو تبجد گزار ہو، دیندار ہو لیکن اس کے  
باوجود وہ مزاج شناس دین نہ ہو مزاج شناس رسول نہ  
ہو۔ دین کے بارے میں انسان کی فکر میں توازن  
پیدا ہوتا ہے سیرت نبوی کے پڑا عطا اللہ سے

مولانا محمد رائع حنفی ندوی صدر مسلم پرنسن اور تحقیق کا حاصل ہے، کتاب اگرچہ علمی ہے لیکن زبان سادہ سلیمانی اور عام فہم ہے اور چونکہ غیر مسلم شائع ہو چکی ہے جو سیرت پر مختلف مفصالت کا مجموعہ ہے اور اب سیرت پر ایک مکمل اور جامع کتاب ان کے قلم سے رہبرانسائیت کے نام سے منتظر عام پر آئی دعویٰ نقطہ نظر سے بھی مفید ثابت ہو گا، سیرت طیبہ کے مطالعہ میں مصنف کا نقطہ نظر کس قدر متوازن ہے۔ سیرت کا موضوع سدا بہار ہے، ہر کتاب باد اور صائب ہے اس کا اندازہ قدم قدم پر ہوتا ہے، مصنف کے قلم سے مقدمہ کی یہ عبارت ملاحظہ ہو:۔

”حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی مقرر کیا گیا اور چن میں اب ایک اور گل تر کا اضافہ ہو گیا ہے، اور وہ ہے رہبرانسائیت، سیرت پر کئی وقایع کتابیں ملتے جلتے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو اندازہ ہو کر نام سے پہلے شائع ہو چکی ہیں، شاہ جعفر پھلواری صحت اور اپنے رب واحد کی عبادت اور اس کے انسانیت کی کیسی عظیم الشان نظری تیار ہو گئی تھی، آسان حکاکی کرتے سمجھتے ہیں کہ ”رسول ﷺ کے عزلے

ندوی کی کتاب پیغمبر انسانیت اپنے انداز کی منفرد کتاب ہے، فیم صدیقی کی کتاب محسن انسانیت سے تحریر کے لئے پھر میں ایک اہم اضافہ ہے، اور اب ایک نیا اہم اضافہ رہبر انسانیت ہے، یہ اضافہ اس لیے اہم ہے کہ سیرت طیبہ اور جزیرہ العرب کی تاریخ اور اس کا جغرافیہ مدتؤں مولانا محمد راجح حسni کے مطالعہ کا اور تدریس کا موضوع رہا ہے، ان کی کتابیں جغرافیہ جزیرہ العرب اور مقامات حج اور کعبہ کی آئینہ دار ہیں سیرت کے موضوع پر ان کی یہ نئی کتاب ایک عمر کے مطالعہ کا اور غور و فکر

کہم نے جو کام کیا ہے، اس کا صلہ ہمیں مل گیا ہے، اور اسٹوری منظر عام پر آتی تھیں جن میں انہی کے  
نقطہ نظر کی عکاسی ہوتی تھی۔

اور ہمارے "صحافی علہ" کو بھی اس کا صلہ مل گیا ہے، وہ یہ کہ جب وہ کام کر رہے تھے تو پوری دنیا انہی  
کی سی کورٹج اور خبریں دیکھ رہی ہوتی تھی۔

انہوں نے العربیہ نیٹ کو بتایا: "میں اسی این  
بن، بی بی سی، العربیہ اور الجزریہ بارہ گھنٹے رامتاں کا نام  
لے کر فخر محسوس کرتا تھا"۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے  
سیسی اسکرینز کی گیلری ہے اور ان سب میں ہماری  
بنی کا نام ہوتا تھا۔ اب میری خواہش ہے کہ ہماری  
اسکرینز ہوں، جن پر ہمارا نام آئے۔

عربی زبان میں رامتاں کا معنی دو انتہائیں یا  
ریاں ہیں اور کاشف کا کہنا تھا کہ اس سے مراد یہ  
کہ ایجنسی بلند جگہوں سے قابل اعتماد خبریں پیش  
کرے گی اس ادارے کے قیام کا فیصلہ کیا۔

خبر سماں ادارے کے قیام کا فیصلہ کیا۔

انہوں نے بتایا: "میں نے ایک سیکلائٹ  
کے حملوں کی تباہ کاریوں

انہوں نے بتایا: "میں نے ایک سینیٹ کے حملوں کی تباہ کاریوں کی حقیقی تصویر دکھانے میں رہی ہے۔ کاشف نے مزید بتایا کہ ۱۹۹۸ء میں غیر ملکی چینل کرائے پر حاصل کیا اور روزانہ چار گھنٹے کی نشریات شروع کر دیں، لیکن اسرائیل کی جانب کامیاب رہی ہے۔ اسرائیلی حملوں کے نتیجے میں غزہ کی پٹی میں تیرہ سو سے زیادہ فلسطینی شہید ہوئے ہیں بڑیا سے وابستہ صحافیوں کے ایک گروپ نے اس اور علاقے کی تقریباً پندرہ لاکھ آبادی کو شدید زخمی کا آغاز کیا تھا اور انہوں نے یہ منصوبہ اس سے گزشتہ ڈیرہ دو سال سے جاری غزہ کے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

مے میں مغربی صحافیوں کی لکھی ہی تمام خبریں دی کورٹج کے لیے درکار بنیادی آلات اور اشیاء کا

نئی پیش کش

## حیات عبدالباری

اسلام کے علمی، فلسفی، معلم، مصنف، هر بی اور داعی الی اللہ حضرت مولانا عبدالباری ندویؒ کی سبق آموز سوانح حیات اور ان کی دعویٰ، تعلیمی، علمی و تصنیفی خدمات کا تعارف و جائزہ

از: سید محمود حسن حسنه ندوی

مقدمہ: حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی

خوبصورت طباعت قیمت مجلد: 150 روپے ذوٹ: طلبہ کے لیے خصوصی رعایت

**ناشر: محاں و رانہ ش**

مسجد سے قریب اسی محلہ میں دوسری مسجد بنائیں تو کیا یہ مسجد شرعی کہلاتے گی؟ کیا اس میں نماز درست ہو گی، اگر نہیں تو کیا اس کو ڈھنادیا مسلمانوں پر لازم ہے یا نہیں؟

**جواب:** اگر باہمی تفرقہ کی وجہ سے قرب میں

دوسری مسجد بنائی جائے تو یہ مسجد اگرچہ شرعی مسجد کہلاتے گی اور اس میں نماز بھی درست ہو جائے گی

اور مسجد کے احکام و آداب اس پر جاری ہو جائیں گے، لیکن مسلمانوں کا آپس میں تفرقہ پیدا کرنے اور پہلی مسجد کی جماعت توڑنے کا گناہ ہو گا،

مولانا مفتی شفیع صاحب نے مسجد ضرار والی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے: آج کل اگر کسی مسجد کے مقابلہ میں اس کے قریب کوئی دوسری مسجد پکھ مسلمان بنائیں اور بنانے کا مقصد باہمی تفرقہ اور پہلی مسجد کی جماعت توڑنا وغیرہ اغراض قاسدہ ہوں تو اگرچہ اسکی مسجد بنانے والے کو ثواب نہ ملے گا

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

**سوال:** تعمیر مسجد میں پکڑی کی رقم لگانا درست ہے یا نہیں؟

**جواب:** تعمیر مسجد میں طیب و حلال مال لگانا

وغیرہ لگانا مناسب نہیں ہے، اشتہار میں دینی باتیں ہوتی ہیں، اس کے گرنے سے بے حرمتی کا امکان چاہئے، پکڑی کی رقم کا استعمال درست نہیں ہے،

اس لیے مسجد کی تعمیر میں اس کا لگانا بھی درست نہیں رہتا ہے علاوه ازیں مسجدوں کی دیواروں کو صاف

رکھنا چاہئے، حدیث میں مسجد اور حسن مسجد وغیرہ کی

صفائی کی بڑی فضیلت آئی ہے جس میں دیوار بھی

شامل ہے، دیواروں کو صاف رکھنا بھی باعث ثواب ہے۔ (ابوداؤد، ۶۶)

**سوال:** مدارس کے لیے مسجد میں چندہ کرنا کیا ہے؟

جواب: حدیث نبوی میں مسجد میں مانگنے سے منع بلکہ تفریق میں اسلامیں کی وجہ سے گناہ ہو گا لیکن باس ہے اس جگہ کو شرعی حیثیت سے مسجد بھا جائے گیا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ مسجد میں عام حالات میں مدارس کے لیے بھی چندہ نہیں کرنا چاہئے، البتہ مخصوص حالات میں درج ذیل شرائط کے ساتھ چندہ کرنا آداب مسجد کے خلاف ہے، روتوں میں آتا ہوں گے اس کا ڈھانٹا، آگ لگانا جائز نہیں ہو گا اور جو لوگ اس میں نماز پڑھیں گے ان کی نماز بھی ادا کی اجازت ہے:

(۱) نمازی کے آگے سے گزرنانا ہو۔ (۲) صفوں کو شعار پڑھنا ہو یا بلند آواز سے بولنا ہو یا کوئی اور کام کرنا ہو تو وہ چوتھے پر چلا جائے۔ عن مالک میں دخول نہ ہو۔ (۳) الحاف یعنی اصرار کے ساتھ اس کو اصطلاح قرآن و الی مسجد ضرور نہیں کہا جائے گا

سوال ہے۔ (۲) چندہ کرنا سخت ضرورت کے تحت قال: بھی عمر رحمة في ناحية المسجد تسمى

بعض لوگ جو اس طرح کی مسجد کو مسجد ضرار کہہ دیتے ہو، علامہ شاہی نے مذکورہ شرائط کے ساتھ سوال

البطیحا..الخ۔ (مشکوہ باب المساجد) کرنے اور چندہ دینے کو درست قرار دیا ہے اور اس فتاویٰ عالمگیری میں فقہاء کی رائے درج ہے کہ مسجد کو غرضی بقول بتایا ہے۔ اگر یہ شرائط ملحوظ نہ ہو تو مسجد میں دیناوی گفتگو اور میٹنگ کے لیے بیٹھنا مباح نہیں کہتے ہیں۔ (معارف القرآن، ۳۹۳/۲)

میں چندہ کرنا مدارس کے لیے بھی ممنوع ہو گا۔ (رد

الکارہ ۳۹۲/۲ باب الجمعر) ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ۲۵۱/۲)

**سوال:** اگر کچھ مسلمان باہمی تفرقہ کی وجہ سے پرانی

کتاب کی پوری توصیف مکن نہیں ہے مصنف ہو تو پھر ایسا لگتا ہے معلومات کا دریا رواں ہو گیا ہے یا نہیں ملتا ہے، قدم قدم پر جغرافیائی تفصیلات سے پہاڑی نہیں ہے جو پڑوں انداز میں بہرہ ہی ہے۔ کوپیں کیا ہے وہ انہی کا حصہ ہے، یہت کے موضوع مولانا راجح حنفی نے دائی حیمه کے بیان پر ایک جامع اور مکمل کتاب سامنے آئی ہے، کتاب کا شمار اور ادبی بنو سعد میں طلقی کا زمان ابن ہشام کے حوالہ اور زبان میں سیرت کی اہم کتابوں میں ہو گا۔

دانش روپی پھونتی ہے جو کسی تصنیف کو باوقار اور وزن دار بنا دیتی ہے، کتاب میں قدم قدم پر حالات اور واقعات

اور زمان و مکان اور تاریخ و قدن کی عالمانہ تفہیم ملتی شق صدر کا واقعہ پیش آیا تھا، یہ راه جان بوجہ کر، بہت

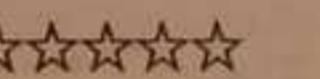
ہے، تواتر اور خیل اور زیروں میں بیٹھ کی بشارت کا نہیں کوئی محبت کا مارا

تذکرہ ہے، شریعت محمدی کی خصوصیات اور امتیازات کا جائزہ لیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ انہوں نے حقیقت پسندی رہ چکے، چنانچہ غارہ اور غارہور تک دیکھنے کی بیان ہے، عربوں میں بت پر تی کے عالم ہوئی عربوں

کی سماجی اور اخلاقی عادات کیا تھیں ان سب کے بہت افزائی نہیں کی جاتی ہے، بانی سلطنت کی یادگاروں کو حفظ کرنے میں کوئی قیاحت نہیں بھی مسلمانوں کی رواداری اور حسن سلوک کا اعتراف کیا ہے

جاتی ہے لیکن فخر مسجدوں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے متعلق آثار اور تاریخی مقامات کے

تاریخ ہوان کے مقامات ہوں اور ساتھ میں سیرت دیکھنے کو شرک کا مراد فراہدیا جاتا ہے، چشم حیراں کتابیں بھی ہمیشان کے مطالعہ میں رہتی ہیں۔



## بھلکل اسلامک اکیڈمی کے امتحانات میں 35 ہزار طلباء کی شرکت

مولانا ابو الحسن علی ندوی اسلامک اکیڈمی بھلکل (بانی وہزل سکریری مولانا محمد ایاس صاحب ندوی) کرتا ہے کے زیر اہتمام اسلامیات کے امتحانات میں جو ۲۰۰۰ کو شمول ائمہ و مانع غوبار پورے ملک کے مختلف صوبوں کے دوسو نینصیز اور اسکولوں و کالجز میں منعقد ہوئے۔ ۳۵/ ہزار چھوٹے چھتر (35676) طلباء نے شرکت کی جس میں غیر مسلم طلباء کی بھی بڑی تعداد تھی۔ طلباء کو ترغیب دلانے کے لیے ان امتحانات میں امتیازی امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے طلباء کے مابین گولڈ میڈل اور سلوور میڈل تقسیم کے جاتے ہیں۔

یہ بات مسیرت آمیز ہے کہ جمیع العمالات کی اس تحریک سے ترغیب پا کر مسلم اسکولوں میں زیر تعلیم غیر مسلم طلباء بھی ہر سال اس میں بڑی تعداد میں حصہ لیتے ہیں اور بعض اوقات اسلامی تعلیمات کے ان امتحانات میں اپنے ہم درجہ مسلم طلباء سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں جس کی مثال یہ ہے کہ ۲۰۰۰ میں اکیڈمی کے زیر اہتمام پورے ملک سے شرکت ہونے والے اسلامیات کے باکیس ہزار طلباء میں سب سے متاز ایک غیر مسلم طالبہ تھی۔ جس کو صد فیصد نمبرات کی وجہ سے آٹھ گرام سونے کی گنجی کا متحمل قرار دیا گیا تھا، اسلامیات کے امتحانات کا یہ سلسلہ دراصل عصری اسکولوں و کالجز میں پڑھنے والے مسلم طلباء میں اسلامی بنیادی تعلیم کو عام و سمح کرنے کی تحریک ہے تاکہ نئی عصری تعلیم یافتہ مسلم کوچھ دو دن و عقیدہ کے سلسلہ میں خود اعتمادی حاصل ہو سکے۔



بِوَافْتِي يَلَدْكَارِين

وَارِثَةُ الْعَالَفِ الْمُهَايِّبِيَّ كَسِي وَقْتِ اِسْلَامِ وَعَرَبِي

سَبِّ كِي اِشْاعَتْ كَادِنِيَا كَي بِرَبِّي مَرَاكِزِيْ مَيْ تَحَا، آمِنِيَّ

لَاهِبِرِيَّ، سَالَارِ جَنْجِ مَيْزِنِيْ، هَنْتَيِيَّ يَوْنَدَرَشِيَّ وَادَارَيَّ

يَنْ جَوِيدَرَآبَادِيَّ شَانِ بَكْجَيَّ جَاتَيَّ هِيْ، اُورَنَقَامِيَّ

عَقْتَ كَاثَانِيَّ هِيْ اِيكِ بَارِبَهَرِيَّ كَيْتَهَيَّ سَرِّهَيَّ، اِلَبَتِ

مُونِيَّ نَدِيَّ دِيَكَمِيَّ حَسِّ كِي طَخِيَانِيَّ سَأَجَيَّ اَجِ بَهِيَّ لَوْگِيَّ كَابِ

جَاتَيَّ هِيْ، اِيَّيِيَّ كَي سَاحِلِيَّ پَرِ حَضَرَتِ مَولَانَا سِيدِ الْحَسَنِ

عَلِيَّ نَدِيَّ كِي يَادِگَارِيَّ مَيْ اِيكِ مَدِسَانِيَّ كَيْتَهَيَّ اَنَّمِيَّ پَرِ قَامِيَّ

بِرَادِمِ حَرَادِلِيَّ نَدِيَّ اِسِيَّ كَيْتَهَيَّ

مَلْعُومِ هَوَا كِي هَارَيَّ نَدِيَّ فَضَلَاءِ اَلَّا اَلَّا

لَوْكُونِ اوْرَلَكُونِ كَيْتَهَيَّ اِدارَيَّ چَارَيَّ هِيْ،

کِيْتَيِيَّ صَدِيَوْيِيَّ سَيِّدِ اِسِيَّ اَيَّا كَرَتَهَيَّ چَلَآ اَيَّا بَيِّ، اِسَانِيَّ

جَذَّدِ مَدَارِيَّ اِنجَامِيَّ دَرِيَّ هِيْ

جَبَ سَالَهَنِيَّ نِيَّا اِسِيَّ اَسِيَّ كَوْلَمِ عَطَالِيَّ، اِيَّيِيَّ عَلِمِيَّ بِدَوَلَتِ

اوْسَانِيَّ كَامِوْيِيَّ مِيَّيِيَّ حَصَرِيَّتِيَّ هِيْ، كَشِ الشَّامِيَّا مِيَّمِ

مَصُورِ صَاحِبِ اَرْضِ الدِّيَنِ نَدِيَّ سَاحِحِ سَاحِحِ

بِهِوْپَالِ مِيَّيَّنِ

بِهِوْپَالِ مِيَّيَّنِ

۱۸ اَغْسَتِ شَامِ كَوْجِيرَآبَادِ سَبِّ بِهِوْپَالِ آَنَا هَوَا،

بِهِوْپَالِ مِيَّيَّنِ

بِهِوْپَالِ مِيَّيَّنِ